إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ

افسانۂ تحریفِ قرآن

مؤلفہ

امام اہل سنت حضرت علامہ محمد عبد الشکور رحمۃ اللہ فاروقی لکھنوی

بجواب

علمائے شیعہ کے خصوصی ترجمان
مولوی اعجاز حسن بدایونی

ناشر
ادارۂ تحفظِ ناموسِ اہلِ بیت پاکستان
اے ۲۱۹ بلاک سی، شمالی ناظم آباد، حیدری۔ کراچی پاکستان
مطبوعہ:۔ تنویر پریس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکریہ

بڑی احسان فراموشی ہے اگر میں اپنے جملہ مخلصین، خصوصاً مولانا سیّد طاہر مکیّ کا شکریہ نہ ادا کروں جنہوں نے اپنی علمی عدیم الفرصتی کے باوجود زیر نظر مجموعہ کا ایک ایک لفظ پڑھا اور بشوق فہرست مرتب فرمائی نیز اپنے علمی گرانقدر مشوروں سے نوازا۔ مجھے یقین ہے کہ جو لوگ ادارہ ہذا سے کسی بھی عنوان تعاون کریں گے اللہ تعالیٰ بروز قیامت انکو علی و حسنین رضی اللہ عنہم کے خصوصی التفات و ہمدردی اور معیت سے مالا مال فرمائیں گے۔

ترجمان اجداد

علی مطہر نقوی امروہوی

2-50

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تعارف امام اہل سنت رح۔	۵
۲	مذہب شیعہ کا اخلاقی پہلو۔	۷
۳	مذہب شیعہ کی عظیم الشان عبادت۔	۸
۴	اعجاز حسن بدایونی کی تحریر (یہ رسالہ جس کے جواب میں ہے) تمام شیعوں کی ترجمان ہے	۹
۵	شیعوں کا اقرار کہ موجودہ قرآن پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔	۱۲
۶	قرآن مجید کے متعلق شیعہ عوام کا عقیدہ۔	۱۳
۷	اس رسالہ کی تالیف کا پس منظر۔	۱۴
۸	النجم لکھنو اور ایمان بالقرآن شیعو یہ مضمون ضرور پڑھو (بدایونی)۔	۱۶
۹	صدیق اکبرؓ کی شان میں گستاخی۔	۱۹
۱۰	شیعوں کے نزدیک دو قرآن ہیں، اصلی اور نقلی۔	۲۰
۱۱	قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں مرتب ہوچکا تھا۔	۲۱
۱۲	قرآنی سورتوں کی ترتیب۔	۲۸
۱۳	شیعوں کا مذہب قرآن حکیم کے متعلق۔	"
۱۴	پارے اور رکوع کا مقصد۔	۲۹
۱۵	جمع قرآن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔	۳۰
۱۶	انبیاء کی مالی وراثت نہ ہونے کا شیعہ کتب سے ثبوت۔	۳۱
۱۷	شیعوں کا اقرار کہ موجودہ قرآن اصلی نہیں ہے۔	۳۲
۱۸	قرآن کریم پر شیعوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات۔	۳۵

۱۹ پورا قرآن موجود نہیں ہے۔
۲۰ حضرت عائشہ کے شان میں گستاخی۔
۲۱ شیعہ پیشوا کے منہ میں کتے کا پیشاب (کتب شیعہ کا بیان)
۲۲ حضرت عثمانؓ پر بہتان اور اس کا جواب۔
۲۳ شیعوں کا قول کہ قرآن کریم نامکمل ہے۔
۲۴ آیۂ رضاع کبیر۔
۲۵ وہ وجوہات جنکی وجہ سے شیعوں کا ایمان قرآن پر ہو ہی نہیں سکتا۔
۲۶ شیعوں کا قول کہ موجودہ قرآن کفر کے ستونوں کو مضبوط کرتا ہے
۲۷ غدار کون ہے؟ سُنّی یا شیعہ۔
موجودہ قرآن کے خالق جناب عثمان ہیں۔
۲۸ عمر صاحب۔
۲۹ حضرت زید کی شان میں گستاخی۔
۳۰ شیعوں کا قول کہ قرآنی آیات بیڈھنگی ہیں۔
۳۱ قرآن کی موجودہ ترتیب جہالت کا طوفان سے بےتمیزی ہے۔
۳۲ موجودہ قرآن کی ترتیب بیڈھنگی اور اوندھی ہے۔
۳۳ ازواج نبی کی شان میں کافرانہ گستاخیاں۔
۳۴ حضرت عائشہؓ کے لئے مادرِ نامہربان، ڈائن وغیرہ الفاظ۔
۳۵ اگر حضرت علیؓ نفسِ رسول تھے تو حضرت فاطمہؓ کا نکاح ان سے کس طرح ہوا؟
۳۶ میں کیوں سُنّی ہو گیا۔
۳۷ نواب محسن الملک، مولانا حالی اور جگر مرادآبادی کیسے سُنی ہوئے؟
۳۸ بانی ادارہ کا حاصلِ مطالعہ
برصغیر پاک و ہند کے سب سے بڑے شیعہ دار العلوم "مدرسۃ الواعظین" کا نصابِ تعلیم۔
سابق مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق

اَلعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الاَنبِیَاءِ

تاریخِ اسلامی کی فقید المثال شخصیت

امام اہل سنّت کا

تعارف

عمومی طور پر تو ہر وہ گوشہ علم و تحقیق خوش نصیب ہے جس کو امام اہل سنت حضرت علامہ **محمد عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی** رحمۃ اللہ علیہ تقریراً یا تحریراً کسی بھی عنوان اپنا لیں لیکن مذہبِ شیعہ کی تحقیق و تجزیہ کو تو امام اہل سنّت نے اپنی سراپا علم و بصیرت زندگی کا اصل موضوع ہی بنا چھوڑا تھا۔ پوری ملّت و انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا کیسا کرم بے پایاں ہے کہ تقیہ کی دبیز ترین تہوں میں دبائی ہوئی مذہبِ شیعہ کی ایک ایک باریک سے باریک تر حقیقت کو خواہ وہ بمقابلہ قرآن و خاتم الانبیاءؐ ہو یا بمقابلہ انسانیت و شرافت امام موصوف اپنے پُروقار علمی و تحقیقی اسلوب میں پوری دیانت و خدا ترسی اور اُخروی احساس ذمہ داری سے منظرِ عام پر لے آئے۔

ناظرین مذہبِ شیعہ پر غور کرتے وقت ان دلسوز اور المناک حقائق کو کسی وقت نہ بھولیں کہ مذہبِ شیعہ ول مذاہبِ عالم کی پوری تاریخ میں مخربِ قرآن و اخلاق خالص منفی تحریک ہے جو اولاً ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کی اینٹ سے اینٹ بجانے اور تحفظِ قرآن کی اس ضمانتِ الٰہی کو بالکل پاش پاش کر دینے کیلئے وجود میں آئی تو دوسری طرف متعہ اور تقیہ جیسی رسوا کن و شرافت کش حرکتوں کو روح العبادات قرار دیتی ہوئی اور انہی پر جنت کے مدارج عالیہ کی تقسیم اور داد و دہش کا بازار گرم کرتی ہوئی میدان میں آئی مگر اس پوری کہانی میں سب سے زیادہ غم انگیز المیہ یہ ہے کہ یہ پورا اخلافِ قرآن و شرافت ڈرامہ

ائمہ شرافت اور دلدادۂ قرآن وخلفاء ثلاثہ اور فدائیانِ امہات المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضؓ و حسنینؓ کے نامہائے مبارک کو اس متعفن ترین سازش کا اصل ہیرو اور روحِ رواں باور کرا کر کھیلا گیا ہے، یہ ہے یہودی ذہانت کا شاہکار نمونہ

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں ؎ مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں!

علامہ موصوف کے علمی و دینی صحیح مقام کے تعین کے اصل مجاز تو علماء اور اربابِ فہم و بصیرت ہی ہیں مگر مجھ ناچیز کا تاثر یہ ہے کہ پوری تاریخِ اسلامی میں امام موصوف کو مذہبِ شیعہ کی تحقیق اور اس کے متوازن تجزیہ میں اللہ تعالیٰ نے **مجدّد اور حجۃ اللہ فی الارض** بنا کر بھیجا تھا اور بالخصوص قرآن مجید جس کو ناقابل اعتبار و التفات اور کالعدم بنا دینے کیلئے ہی یہ اخلاق باختہ یہودی سازش مذہب کے مصنوعی چولہ میں نمودار ہی نہیں بلکہ ہماری شوئ قسمت کہ تفصیلی حد تک مدون تک ہوگئی اس کے مقابلہ میں تو خالص علمی تحقیقی اور ورطہ حیرت میں ڈالدینے والی مثالی دفاعی جنگ علامہ موصوف ایسی فیصلہ کن لڑ کر گئے ہیں کہ وہ تو امام موصوف کی ۸۸ سالہ علمی زندگی کی اصل روح بلکہ جملہ علمی کاوشات اور بے پناہ عرق ریزیوں کا محرک و محور ہے جو رہتی دنیا تک قرآن کے زیر سایہ علم و تحقیق کی پیشانی پر آویزاں و تابندہ نیر تشنگانِ علم و تحقیق کے لئے مشعلِ راہ اور العلماء ورثۃ الانبیاء کی بین تصدیق ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس لئے میں تمام علماء و محققین سے درخواست کروں گا کہ وہ شیعہ اور مذہبِ شیعہ کی حقیقت و مقصد تک دو اور دو چار کی طرح کماحقہ رسائی کیلئے امام اہل سنت کی عطا کردہ معلومات اور مخصوص خطوط فکر سے صرف نظر نہ برتیں ورنہ فرقہ مذکورہ سے متعلق فیصلوں میں غلطی کا امکان غالب اور اب تو مزید براں ملک و قوم دونوں کیلئے سنگین ترین خطرات کا پیش خیمہ ہے۔

ترجمانِ اجداد

علی مطہر نقوی امروہوی

مذہب شیعہ کا اخلاقی پہلو

اس کا فیصلہ کہ مذہب شیعہ داعی اخلاق حمیدہ ہے یا رذیلہ ناظرین خود اپنے ضمیر ہی کی روشنی میں فرمالیں تو بہتر ہے میں تو صرف ناقل اقوال ائمہ کی سعادت ہی سے مالا مال ہونے پر قناعت کروں گا۔ کتب شیعہ سے حاصل کردہ معلومات کے نتیجہ میں اتنا عرض کردوں کہ اتنا بھی کچھ کم ذریعہ نجات و مدارج اخروی نہیں ہے، کاش کہ اس میں اخلاص ہو۔

دراصل اس مذہب کا اصل تصادم قرآن کے بعد سے بھی مہر بشرافت ہی سے چنانچہ فضائل متعہ میں علاوہ دیگر بے پناہ فضائل کے جن کی فہرست کتب شیعہ میں طویل ہے صرف دو احادیث پر عدم گنجائش کی وجہ سے قناعت کرونگا ناظرین اس عبادت عظیمہ پر اس درجہ اختصار کو معاف فرماویں۔

(۱) قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ما من رجل تمتع ثم اغتسل الا خلق اللہ تعالیٰ من کل قطرۃ منہ سبعین ملکا یستغفرون الی یوم القیمۃ — امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص متعہ کے بعد غسل کرے تو پانی کے ہر قطرہ سے اللہ تعالیٰ ستر ستر ایسے ہمدرد و مخلص فرشتے پیدا کرتا ہے کہ جو اس متعی شخص کیلئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ "برہان المتعہ" مولفہ سید ابو القاسم و الدعلا آسید علی حائری مطبوعہ نیو امپیریل پریس لاہور

اس نعمت عظمیٰ اور روح العبادات کی سب سے زیادہ قابل رشک و ناز برکت یہ ہے:۔

(۲) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تمتع مرۃ درجتہ کدرجۃ الحسین و من تمتع مرتین درجتہ کدرجۃ الحسن و من تمتع ثلاث مرات درجتہ کدرجۃ علی و من تمتع اربع مرات درجتہ کدرجتی — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے درجہ حسین اور دوسری مرتبہ کرنے سے درجہ حسن اور تیسری مرتبہ کرنے سے درجہ علی اور چوتھی مرتبہ کرنے سے متعی خود میرے ہی درجہ پر فائز ہو جاتا ہے۔

متعہ اور تقیہ مدارج کی راہیں ہیں؛ ہم اپنے مسائل کو خود جانتے ہیں

(۱) "نقل کفر کفر نباشد" خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسی اخلاق باختہ روح العبادات کے متعلق اس روایت کو نقل کرتے میرا رواں رواں کانپ رہا ہے۔

ایک عجیب وغریب لطیفہ یعنی حائری صاحب مجتہد پنجاب

اور

مذہب شیعہ کی عظیم الشان عبادت

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا
تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

مذہب شیعہ میں جھوٹ بولنا ایسی عبادت ہے کہ عموماً ہر شیعہ اور خصوصاً اُن کے علماء و مجتہدین اس قدر جھوٹ بولتے ہیں کہ دنیا میں اس کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ جھوٹ بولنے کی بدولت ذلیل ہوتے ہیں، رسوا ہوتے ہیں مگر منہ کو لگی ہوئی نہیں چھوٹتی۔

ایک تازہ واقعہ شیعوں کے سرکار شریعت مدار حائری صاحب مجتہد پنجاب کا یہ ہے کہ موضع جمانواں ڈاکخانہ بھوپور ضلع اعظم گڑھ میں ایک شیعہ محمد قاسم اور ایک سُنّی کے درمیان میں اس بات پر گفتگو ہوئی کہ "النجم" مورخہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ میں کسی مضمون کے سلسلہ میں لکھا گیا تھا کہ شیعوں کی اعلیٰ ترین معتبر کتاب اصول کافی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۸۵ سطر ۱۲ میں ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے شیعوں سے فرمایا انکم علی دین من کتمه اعزه الله ومن اذاعه اذله الله[1]۔ شیعہ صاحب فرمانے لگے کہ ایسی حدیث ہماری کتابوں میں نہیں ہو سکتی ایسی گندی تعلیم کوئی کافر بھی نہیں دے سکتا جو امام علیہ السلام کیطرف منسوب کی گئی ہے۔ سنی نے کہا اس کی تحقیق تو بہت آسان ہے "النجم" میں آپ کی کتاب کا نام اور صفحہ بلکہ سطر تک لکھی ہے آپ اپنے کسی مجتہد صاحب کو خط لکھکر دریافت کر لیجئے یہ بات طے ہو گئی اور اس شیعہ نے حائری صاحب مجتہد پنجاب کو خط لکھا اور جناب اجتہاد مآب نے اسی خط کی پشت پر اس کا جواب لکھکر اس کے پاس بھیجدیا۔ چونکہ شیعہ صاحب کو غالباً اپنے مجتہد صاحب کے جواب کے صحیح ہونے پر پورا وثوق تھا اس لئے خوشی خوشی وہ اس خط کو لیکر اپنے سنی دو

[1] ترجمہ۔ تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیگا اور جو اس کو ظاہر کریگا اللہ اس کو ذلیل کریگا۔ سبحان اللہ

کے پاس آئے اور وہ خط دکھلایا۔ انہوں نے وہ خط لیکر بعینہ دفتر "النجم" میں بھیجدیا جو حائری صاحب کے قلم خاص کا لکھا ہوا اُن کے دستخط خاص سے مزین ہے اس کی نقل مطابق اصل لفظ بلفظ درج ذیل کیجاتی ہے ناظرین عبرت حاصل کریں۔ حائری صاحب نے پورے ایک ماہ کے بعد ۲۳ مئی سنہ کو جواب بھیجا ہے :-

باسمہ سبحانہ۔ مکرمی دام مجدکم۔ بعد از تحیہ بہیہ ذاکیہ جواباً گذارش آنکہ اصول کافی مطبوعہ نولکشور دیکھی گئی اس کی دو جلدیں ہیں ہر جلد میں ہر جز کے علیحدہ علیحدہ صفحات دیئے گئے ہیں دونوں جلدوں میں کوئی جلد بھی ص۴۸۵ صفحہ تک نہیں پہنچی اگر صحیح حوالہ باعتبار صفحہ یا باب ہوتا تو دیکھا جاتا کہ اصل کیا عبارت ہے اور ناقل نے اس میں کیا تصرف کیا ہے۔ "تنبیہ الحائرین" کا جواب مولوی اعجاز حسن صاحب بدایونی سلمہ اللہ محققانہ رنگ میں لکھ رہے ہیں۔ ہمایوں مرزا صاحب سلمہ اللہ بھی رسالہ الحافظ میں جواب دے رہے ہیں۔ میں نے مدیر الحافظ سے کہدیا ہے کہ بذریعہ وی پی آپ کو یہ مفید اور ہمیشہ کارآمد رسالہ بھیجدے امید ہے کہ آپ ..... ضرور وصول کرلیں گے۔

احقر خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری

مکرر یہ کہ مدیر "النجم" کو لکھدیجئے کہ صحیح صحیح واقعات لکھا کرے۔ امام پر تہمت لگانے والے کو خدا سمجھے۔ علی الحائری

کچھ عبارت اس خط میں قلمزد ہے اور اس طرح کاٹی گئی ہے کہ پڑھی نہ جاسکے غالباً اس میں گالیاں ہیں جو قانونی گرفت کے خوف سے قلمزد کی گئی ہیں۔

صلائے عام دنیا کے رہنے والے انسانوں کو کہ اس دلیری و بے باکی کو دیکھیں اور مذہب شیعہ کی ان بے نظیر تعلیمات اور اس مذہب کے مجتہدین کے کمالات پر آفرین کہیں۔

عـه اعجاز حسن بدایونی کی تحریر تمام شیعوں کی ترجمان ہے۔

اللہ اکبر۔ ایسا جھوٹ اور یہ جرأت۔ حائری صاحب نے واقعی کمال کر دیا، اصول کافی کی دو دو جلدیں بیان کرتے ہیں اور ہر جلد میں متعدد اجزا لکھتے ہیں اور ہر جزء کے ہندسے علیحدہ علیحدہ بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کسی جلد کا کوئی جزء بھی ص۴۸۵ تک نہیں پہنچتا۔ یہ چاروں باتیں ایسی جھوٹ ہیں کہ ہر شخص بآسانی معلوم کر سکتا ہے۔ اصول کافی کی ہرگز دو جلدیں نہیں ہیں۔ صرف ایک جلد ہے اور اس میں اجزا اور اجزا کے ہندسے بھی علیحدہ نہیں ہیں شروع سے آخر تک مسلسل ہندسہ چلا گیا ہے آخری ہندسہ ۶۹۶ ہے اگر حائری صاحب اس کے خلاف دکھا دیں تو پانچسو روپیہ انعام ان کو دیا جائے گا۔

"النجم" میں جو کچھ لکھا گیا ہے بالکل صحیح ہے "اصول کافی" کے صفحہ و سطر کا حوالہ بالکل درست ہے اب سید محمد قاسم صاحب کی حقانیت کو دیکھنا ہے اگر ان میں کچھ بھی دیانت و سچائی ہے تو ضرور وہ اس کی تحقیق کریں گے، "اصول کافی" کو بچشم خود دیکھیں انشاء اللہ اسی صفحہ اسی سطر پر اُن کو وہ روایت ملیگی روایت میں ایک لفظ کا تغیر و تبدل نہ ملے گا نہ کوئی جزء روایت کا نقل کرنے سے چھوڑا گیا ہے۔ اگر بچشم خود "اصول کافی" میں یہ روایت وہ دیکھ لیں تو اس کے بعد اُن کو لازم ہے کہ جس مذہب کے علماء اس قدر جھوٹ بولتے ہوں اس مذہب کو اعلان عام کے ساتھ ترک کر کے مذہب اہل سنت کو قبول کریں اور قرآن مجید پر ایمان لائیں یا کم از کم اپنے مجتہد صاحب کی اس دروغ گوئی کا کافی اعلان کر کے ان کو ذلیل کریں۔

اور بفرض محال اگر ان کو یہ روایت "اصول کافی" کے صفحہ و سطر مذکور پر نہ ملے تو انشاء اللہ جس قسم کا اعلان وہ چاہیں گے "النجم" کی طرف سے شائع ہو جائے گا۔

لیکن ناظرین یاد رکھیں کہ یہ کچھ بھی نہ ہوگا اب سید محمد قاسم بھی خاموشی اختیار کریں گے نہ مذہب شیعہ کو ترک کریں گے نہ اپنے مجتہد کی تذلیل کی جرأت کریں گے۔

خَتَمَ اللهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ

حائری صاحب نے "جو تنبیہ الحائرین" کے جواب کا ذکر کیا ہے یہ بھی انہوں نے اپنے مذہب کی وہی عبادت ادا کی ہے جس کا نام جھوٹ ہے تین چار سال سے وہ شیعوں کو یہی کہکر تسکین دے رہے ہیں کہ تنبیہ الحائرین کا محققانہ جواب لکھا جا رہا ہے، بہت جلد شائع ہوگا۔ اچھا اگر اعجاز حسن کی طرف سے کوئی جواب شائع ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اعجاز حسن بدایونی کے اس جواب کا تار تار بکھیر دیا جائیگا۔

حائری صاحب کی اس چوری اور سینہ زوری کو دیکھیے، فرماتے ہیں مدیر "النجم" کو لکھو کہ صحیح واقعات لکھا کرے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

امام پر تہمت لگانے والوں کے لئے بد دعا بھی از راہ تقیہ ہے ورنہ کون مجتہد ہے جس کو اس بات کا یقین نہیں ہے کہ بانیان مذہب شیعہ نے ائمہ پر تہمتیں لگا کر مذہب شیعہ کو اُن کی طرف منسوب کیا ہے۔ اگر واقعی تہمت لگانے والوں سے نفرت ہوتی تو اس مذھب کو خیر باد کہتے۔

خدا کے لئے کوئی صاحب بتائیں کہ ایسا جھوٹ کبھی کسی بت پرست، آریہ، عیسائی نے بھی بولا ہے جیسا کہ مجتہدین شیعہ بولا کرتے ہیں۔ فقط

والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ

راقم ناظم "النجم"

"اصول کافی" مضمون ہذا کے طبع ہونے سے تیس چالیس سال پہلی بار اہلسنت کے مدتوں طنز و تعریض اور استفسارات سے عاجز آکر چند سال ہوئے کہ دو جلدوں میں طبع ہو کر آ گئی ہے اس سے قبل تک ایک ہی جلد میں تھی جو ۶۹۶ صفحات پر مشتمل تھی اسلئے حائری صاحب کے سراپا مشرف بتقیہ ہونے میں جسمیں بقول ائمہ نوے فیصدی مذہب شیعہ پنہاں ہے ہرگز کوئی شک نہیں کیا جاسکتا "ان تسعة اعشار الدين في التقية لا دين لمن لا تقية له" پورے مذہب شیعہ کے دس حصے ہیں جنمیں نو حصے تقیہ (جھوٹ) میں ہیں یعنی نوے فیصدی (اصول کافی ص۴۸۲) الممنوع التقیہ امام جعفر صادق کا ارشاد) انی لاتکلم بالکلمة الواحدة لها سبعون وجها ان شئت اخذت كذا وان شئت اخذت كذا (ترجمہ) میں ستر پہلوؤں سے کم کا تو ایک فقرہ بھی نہیں بولتا حسب موقع جو پہلو چاہوں اپنا لوں، یہ ہیں کتب شیعہ میں ائمہ کی عزت افزائی و عشق کے چند نمونے اور خلفائے ثلاثہ سے دشمنی کے شیریں ثمرات (نوٹ از ادارہ)

"ذرا سوچیے کہ حائری صاحب اس مدارج بخش راہ ائمہ کو کیسے اختیار نہ کرتے"

شیعوں کا اقرار کہ موجودہ قرآن پر ہمارا ایمان نہیں ہے

ہشام بن سالم نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ جو قرآن جبریل حضور پر لیکر اترے وہ سترہ ہزار آیات کا ہے[1] ارشاد بالا کی روشنی میں ——

اصل قرآن کے گویا اسی پارے بنتے ہیں درانحالیکہ موجودہ قرآن تیس پاروں اور صرف ۶۶۶۶ آیات پر مشتمل ہے گویا شیعہ اقوالِ ائمہ کی روشنی میں تقریباً ⅔ قرآن خلفاء ثلاثہ کے ہاتھوں غائب ہو گیا اور بحساب قول امام صرف غائب شدہ قرآن کی آیات کی تعداد ۱۰۳۳۴ بنتی ہے علاوہ ازیں "شوکت عمر" کے مصنف نے عام حسن ظن کے مطابق اپنی کتاب "شوکتِ عمر" میں دورانِ بحث کہیں شیعوں کو مومن بالقرآن لکھدیا جس کے جواب میں مصنف "شوکت عمر" کو علامہ سید محمد دہلوی نے ضربت حیدریہ میں منہ توڑ جواب حسب ذیل الفاظ میں مرحمت فرمایا:-

"این نظم قرآنی نظم عثمانی است بر شیعان احتجاج بر آں نشاید" یعنی موجودہ قرآن چونکہ ترتیبِ عثمانی سے ملوث ہے اس لئے عثمانی ترتیب والا قرآن شیعوں پر حجت ہی نہیں ہو سکتا۔ علامہ کی عبارت کے تیور بتا رہے ہیں کہ موصوف شیعوں کیلئے مومن بالقرآن کے الفاظ سننے یا انہیں برداشت کرنے پر بھی کسی طرح قابو نہیں پا رہے بلکہ ان الفاظ میں انکو اپنی قومی توہین اور ناک کٹتی نظر آرہی ہے جیسے کسی نے رستہ چلتے ٹوپی ہی اتار لی ہو بہرحال اب ہم کھلے دل سے شیعوں کو مومن بالقرآن لکھنے کی جگر خراش گستاخی کی علامہ کی روح اور تمام شیعوں سے از راہ کرم کرتے ہوئے معافی چاہتے ہیں، علامہ کی گرفت و غصہ سو فیصدی درست ہے۔ اب ہم اس گرفت اور کتب شیعہ اور اقوال ائمہ کے نتیجہ میں اپنے کو علامہ کی تعمیل و ترجمانی کیلئے مستعد رکھکر شیعوں کو کبھی مومن بالقرآن کی ذلت سے ہرگز دوچار نہ کرینگے۔ کاش اللہ ہمیں اسکی توفیق بخشے اور صحیح فہم سے نوازے اس کیلئے شیعہ بھی بارگاہ الٰہی یا ائمہ بدست بدعا ہوں تو عین نوازش ہوگی۔

ترجمانِ اجداد

علی مطہر نقوی امروہوی

---

(۱) ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ عشر الف آیۃ

عہ اصول کافی ص ۶۷۱

قرآن مجید کے متعلق شیعہ عوام کا عقیدہ

شیعوں سے قریب تر رشتہ داری کے سبب قرآن مجید سے متعلق انکے عقائد کا علم جو مجھے براہ راست ہو سکا ہے اس کو قارئین کے سامنے لے آنا اپنی اخروی ذمہ داری سمجھتا ہوں میری شیعہ خوشدامن جنکی عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہے وہ میری حقیقی چچی بھی ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ہر شیعہ مرد و عورت کا عقیدہ یہ ہے کہ اصل قرآن ۴۰ پاروں کا تھا حضرت عثمان نے دس پارے نکال ڈالے۔ میں اصول کافی کی ۸۰ پارہ کی روایت اور اپنی خوشدامن کے ۴۰ پاروں کے بیان کی اپنے ذہن میں تاویل کرتا ہوں کہ علماء شیعہ کا اہلسنت تو کجا تقیہ کی عظیم سعادت اپنی قوم کے مقابلہ میں بھی اپنے کو محروم نہ رکھنا ہے۔ مذہب شیعہ پر غور کرتے وقت یہ حقیقت ہر شخص کو ذہن نشین کر لینی ہے کہ تقیہ مذہب شیعہ میں فرض کفایہ نہیں بلکہ اقوال ائمہ کی روشنی میں فرض عین اور ہر فرد کیلئے شرط نجات و ایمان ہے۔

"ہر کہ تقیہ ندارد ایمان ندارد" (ہر جھوٹ نہ بولنے والا ایمان ہی سے محروم ہے) نیز امام باقر نے فرمایا "التقیۃ دینی و دین آبائی لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ" (اصول کافی صہ ۴۸۲) تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جھوٹ سے محروم شخص تو بے دین ہے۔ مذہب شیعہ کے متعلق یہ بڑی گمراہ کن غلط فہمی ہے کہ تقیہ تحفظ جان وغیرہ ہی کے وقت کسی مجبوری میں جائز ہے ورنہ نہیں، حالانکہ کتب شیعہ کی روشنی میں تقیہ کے متعلق جواز و عدم جواز کا سوال ہی کیا ہے یہ تو ایسی عظیم عبادت مقبولہ ہے کہ اسکی ادائیگی ہمہ وقت ہر ایک کے مقابلہ میں نیز ہر چھوٹی بڑی ضرورت میں ہو سکتی ہے "التقیۃ فی کل ضرورۃ وصاحبہا اعلم بہا حین تنزل بہ" تقیہ ہر ضرورت میں جائز ہے اور جھوٹے کی گرفت کا کوئی مجاز نہیں اسلئے کہ جھوٹ بولنے والا ہی اپنی ضرورت و مجبوری سے ٹھیک ٹھیک باخبر ہو سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں[1] اور سنئے اس سعادت کذب کی بلندی کا تو یہ عالم ہے کہ ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ لا دین لمن لا تقیۃ لہ" یعنی خود مذہب شیعہ ۹/۱۰ جھوٹ پر مشتمل ہے جھوٹ سے محروم کا تو کوئی مذہب ہی نہیں (یعنی نوے فیصدی) (**نوٹ**) جملہ مذکورہ تفصیلات کا نتیجہ یہ ہے کہ شیعوں کا تحریف قرآن سے انکار تقیہ ہے اور عقیدہ تحریف قرآن صرف کتابوں کی حد تک نہیں بلکہ ہر شیعہ مرد و عورت کے قلب و دماغ میں پوری طرح نسلاً بعد نسل راسخ اور رچا بسا ہے جیسا کہ میری شیعہ خوشدامن کا بیان ہے۔

شیعہ تقیات و عقائد کا حقیقی نباض
علی مطہر نقوی امروہوی

[1] کیا ٹھکانہ ہے امام صاحب کے تقوی اور رحم و ہمدردی کا۔

اس رسالہ کی تالیف کا

پس منظر

شیعوں کے رسالہ "دُرِ نجف" میں ایک مضمون علمار شیعہ کے خصوصی ترجمان مولوی اعجاز حسن بدایونی کا قرآن مجید کو خلفاء ثلاثہ کے ہاتھوں تحریف زدہ اور ناقابلِ اعتبار و التفات ثابت کرنے کے لئے امام اہلسنّت حضرت علامہ محمد عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی مدیر "النجم" کے قرآن مجید سے متعلق مختلف اوقات کے مضامین کے جواب میں طبع ہوا زیرِ نظر مضمون امام موصوف کے قلم سے اسی کا جواب ہے۔

امام موصوف کے رسالہ "النجم" کا اصل مقصدِ اجرا ہی شیعوں کی چیرہ دستیوں سے قرآن کا تحفظ و توقیر کو برقرار رکھنا تھا۔ شیعوں نے قبل "النجم" شیعہ حکومت اودھ کے دور سے قرآن کے خلاف تقریر و تحریر کی شکل میں محاذ آرائی اور اطرافِ ہند میں ایک کہرام برپا کر رکھا تھا۔ چنانچہ فارسی میں "استقصاء الافحام" مصنفہ مولوی حامد حسین مجتہد اعظم اس کا بیّن ثبوت ہے جس کا پہلا ہی طویل باب اثباتِ تحریف اور تضحیکِ قرآن پر مشتمل ہے جس کا جواب امام اہلسنت نے "انتصار الاسلام بردِ استقصاء الافحام" کے نام سے فارسی ہی میں زیب رقم فرمایا، جس نے استقصاء کی جو علمار شیعہ کے نزدیک معجزہ اور امام غائب کی مدد سے تیار کردہ خلافِ قرآن پوری شیعہ قوم کی سرمایۂ افتخار علمی دستاویز تھی تار تار بکھیر دیئے اور وہ بھی اپنے آغازِ شباب میں۔

امام اہل سنت کی مدافعت قرآن میں اس پہلی ہی علمی کاوش نے دنیائے شیعت کو اچانک لبسمل بنا دیا، بعدۂ امام موصوف مخالفینِ قرآن سے پیہم و مستقلاً گتھے رہے

کی غرض سے ایک رسالہ کی طرف متوجہ ہوئے اور "النجم" کا اجرا فرمایا۔ "النجم" نے تھوڑے ہی عرصہ میں دشمنانِ قرآن کے ایک ایک گھر میں صفِ ماتم بچھوادی اور جملہ دشمنانِ قرآن کے حشاش بشاش اور اپنی خلافِ قرآن ریشہ دوانیوں پر نازاں عشرت کدوں اور محل سراؤں کو ماتم کدوں میں تبدیل کرادیا۔ دوسری طرف "النجم" دنیائے علم اور وابستگانِ قرآن کے لئے ایسا بابِ رحمت و علم ثابت ہوا کہ آناً فاناً میں امام اہل سنتؒ کی ذاتِ اقدس جملہ اہل علم کا عظیم تر مقدس و معتمد مرجع بن گئی۔

"النجم" کے مقابلہ میں شیعوں کی طرف سے علاوہ مستقل کتب کے تقریباً ۲۵ رسائل و اخبارات کا اجرا عمل میں آیا مگر ہر ایک چند چند سال کے مقابلۂ "النجم" کے بعد امام اہل سنت کے علم و متانت کی تاب نہ لاکر شیعوں کی پیشانی پر مزید رسواکن داغ اور رجال جان غم ہی ثابت ہوا۔

یہ ہیں اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ کے مظاہر و برکات اور منجانب اللہ تحفظِ قرآن کا خاموش انتظام۔

کاش کہ اللہ تعالیٰ مدعیانِ تحریف کو بھی فکرِ آخرت اور ایمان باللہ و قرآن کی توفیق دیوے۔ آمین

ترجمانِ اجداد

علی مُطہّر نقوی امروہوی

آغازِ کتاب

عبارت در نجف ۱

"النجم" لکھنؤ اور ایمان بالقرآن شیعو یہ مضمون ضرور پڑھو۔

چشم بددور "النجم" کیسا چمکیلا کوکب ہے جیسے دلی والا فلک جرمنی کا چمکتا ستارہ بس اتنا فرق ہے کہ اس کے پرتو سے بال کالے ہوجاتے ہیں اور اس کی خونی چمک سے قلوب عوام کالانعام کی بینائی پٹ ہوجاتی ہے۔

"النجم" خرافات و مضرات کا طومار ہے اور وہ ایک بے ضرر چیز ہے۔ "النجم" اپنی بے ڈھنگی رفتار سے فساد پھیلاتا ہے اور وہ اپنی چال سے کبھی کبھی چمچمہ دیتا ہے "النجم" کی رنگت گرگٹ کے مانند بدلتی رہتی ہے اور وہ اوّل دن سے نیلگوں شیشہ فلک میں ضیا بار ہے۔ "النجم" کی نحوست یوم نحس مستمر سے بدرجہا زائد ہے کہ یہ روز بد سال میں ایک مرتبہ دیکھنا پڑتا ہے اور "النجم" کی خونی شعاعیں ہر ماہ میں رنگ لاتی ہیں اور مریخی اثر دکھاتی ہیں۔ "النجم" کی پیشانی پر یہ آیہ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ایسی ہے جیسے پیر بے پیر کے سر پر تاج شفاعت یا عالم بے عمل کے سر پر قبائے ہدایت یا خلیفہ[1] پنچایت[2] کے بدن میں قمیص خلافت یا جاہل احمق کی چندیا پر دستار فضیلت شیعو عجب لطیفہ ہے کہ وہ خود گمراہ ہے لیکن ہدایت کا دم بھرتا ہے اس کا مدیر سراپا تقصیر فاسق و بے دین ہے لیکن ہم پر اپنا عیب لگاتا ہے خود مومن بالقرآن نہیں اور نہ اس کے ہم مشرب مگر اپنا گناہ بے لذت ہماری طرف منسوب کرتا ہے۔"

[illegible] (نجف ۱۲-۱۰-۱۹۲۵ء)

---

[1] خلیفہ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رض ہیں اور [2] پنچایت سے مراد انصار و مہاجرین کا وہ تاریخی اجماع ہے جس پر دنیائے اسلام نازاں ہے اور جس میں حضرت صدیق اکبر رض کا انتخاب عمل میں آیا۔ یہ اجماع اقوامِ عالم کی جمہوری زندگی میں [illegible]

جواباتؔ

اس عبارت کو دیکھکر شیعوں کی تہذیب کی داد دینی چاہیئے مگر وہ بیچارے مجبور ہیں ان کے مذہب کی حقیقت "النجم" نے طشت از بام کر دی ان کے اصلی راز[1] فاش کر دیئے اور ان کو جواب سے عاجز کر دیا۔ تو کیا وہ بازاری تمسخر و استہزا اور عامیانہ سب و شتم بھی نہ کریں۔ مگر ہم خوش ہیں کہ کفار بھی حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں ایسے ہی الفاظ استعمال کر چکے ہیں جو قرآن مجید میں منقول ہیں لہذا آج اگر ان مقدسین کے فرمان برداروں کو یہ الفاظ کہے گئے تو سبحان اللہ آخر را با اول نسبتے است۔

مثلاً "النجم" کو منحوس کہا سورہ یٰسین میں ہے کہ اصحاب قریہ نے بھی پیغمبروں کو کہا تھا کہ اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ یعنی ہم تمھارے آنے کو اپنے حق میں منحوس سمجھتے ہیں۔ جس کا جواب حضرات انبیاء علیہم السلام نے دیا کہ طَائِرُکُمْ مَعَکُمْ تمھاری نحوست خود تمھارے ساتھ ہے۔

اور مثلاً جو علامہ مدیر "النجم" کو گمراہ کہا سورۂ اعراف میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے یہی لفظ کہا تھا کہ قولہ تعالیٰ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنی ان کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ ہم آپ کو صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس یہ تمام تمسخر و استہزا کفار سابقین کا تتبع ہے خدا مبارک کرے۔

ذرا دیکھیے تو "النجم" کے ٹائٹل کا کاغذ مختلف رنگ کا ہوتا ہے اس پر بھی نکتہ چینی کی ہے یہ بھی کوئی بات تھی اچھا وہ اپنے "الواعظ" کو دیکھیں کہ اس کا ٹائٹل بھی کتنے رنگ بدل چکا "النجم" کو نحس مستمر سے زیادہ مضر قرار دیا یہ بات البتہ سچ لکھی قرآن مجید میں یوم نحس مستمر اس دن کو فرمایا ہے جس دن قوم عاد پر مہلک عذاب آیا سورۂ قمر میں ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ یعنی ہم نے ان پر

---

[1] یعنی عقیدہ تحریف قرآن اور [2] قرآن کا ملحدین (خلفاء ثلاثہ) کے ہاتھوں غائب ہونا، نیز رہے سہے قرآن کی عبارت کا پست اور نحوی صرفی اغلاط سے پر ہونا، ہر ہر آیت کا ناقابل اعتماد اور شبہات سے خالی نہ ہونا نیز انکار ختم نبوت اور بعدہ شیعوں کی شاندار و ممتاز ترین تاریخ قتل حسین وغیرہ وغیرہ جس کی چمک دمک کو جب تک دنیا میں کتب شیعہ موجود ہیں شیعوں کی پیشانی سے کوئی ہلکا تک نہیں کرسکتا انشاء اللہ (کاش کہ کتب شیعہ قائم و دائم رہیں!) (نوٹ از ادارہ)

ایک تیز آندھی سخت نحوست والے دن میں بھیجی لہذا" النجم" کے براہین و دلائل کی تیز آندھی نے جس قوم کو ہلاک کیا وہ قوم اگر "النجم" کو یوم نحس مستمر سے زیادہ مضر کہے اور اس کے انوار ساطعہ کو خونی شعاع کا لقب دے تو بالکل ٹھیک ہے۔

شیعہ "النجم" کو منحوس کہیں لیکن قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے اس کو نہایت سعد اور سراسر مبارک جانتے ہیں خدا کی قدرت ہے ایک ہی چیز مختلف لوگوں کو کیسی مختلف نظر آتی ہے۔ ع گل ست سعدی و در چشم دشمناں خار ست

یوم نحس مستمر کا ہر سال میں ہونا ایک ہی ہوا۔ یہ بھی شیعوں کا عقیدہ ہے ان کے یہاں بتقلید ہنود تاریخ اور دن کی نحوست کا عقیدہ نہایت مہتم بالشان عقیدہ ہے حتیٰ کہ خود ان کے ائمہ معصومین سے ان کی کتب میں منقول ہے[1]۔

مگر الحمد للہ اہل سنت و جماعت باتباع شریعت الٰہیہ ان چیزوں کو نہیں مانتے قوم عاد کے حق میں وہ دن منحوس تھا نہ کہ ہمیشہ کے لئے اور ہر شخص کیلئے۔ کواکب میں بھی سعادت و نحوست کے اہل اسلام قائل نہیں ہیں۔ مریخی اثر کا عقیدہ "ذریت ابن سبا" کے خصوصیات سے ہے۔

ان سب باتوں سے قطع نظر کر کے اس عبارت کو ایک مرتبہ شروع سے آخر تک پڑھئے تو خوب اندازہ ہو جاتا ہے کہ شیعوں کے دل میں "النجم" کا خوف کسقدر ہے اور وہ اس کو اپنے مذہب کیلئے کس درجہ مہلک سمجھتے ہیں۔ بس اتنی ہی بات کہ کم نتیجہ خیز ہے۔ از مرتب۔

عبارت در نجف ۲

اس کی حدیثیں[2] بول رہی ہیں کہ قرآن موجود اصلی قرآن نہیں ہے۔

---

[1] دیکھئے اصول کافی وغیرہ۔

اُس کے محدثین اجماع پرست یک زبان ہیں کہ اصلی قرآن مجموع و مرتب نہ تھا نہ اس میں پارے تھے (جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ) نہ ہر پارہ میں چار ربع تھے نہ ہر ربع میں چند رکوع تھے نہ ہر رکوع میں چند آیات تھیں نہ ہر آیت پر رموز نہ ہر رمز پر علامت تھی اس کی سنۃ ضروریہ میں کوئی حدیث نہیں ہے کہ رسول اللہ نے جمع قرآن کی وصیت فرمائی ہو یا قضیہ وراثت کے مانند یہ معاملہ صرف خلیفہ حی کے گوش گذار کیا ہو لہذا رسول کی رحلت کے بعد قرآن کا مرتب ہونا دینی بدعت قرار پایا۔ بدعت پرستو اگر تم سچے ہو تو قرآن کی صفات موجودہ عہد رسول والے قرآن پر منطبق کر دینا ورنہ اپنے دعوائے باطلہ سے تائب ہو جانا پھر کبھی اس قرآن کے اصلی ہونے کا دعوی نہ کرنا۔

جوابات

مضمون نگار صاحب کا پہلا فرض یہ تھا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ثابت کرتے اور اُن دلائل قاہرہ کا جواب دیتے جن سے حضرت علامہ مدیر "النجم" انار اللہ برہانہ نے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

دیکھیے "النجم" کا "مناظرہ حصہ اول"۔ "مناظرہ امروہہ" "مباحثہ بکریاں" "تنبیہ الحائرین" مگر مولوی اعجاز حسن صاحب نے یہ کچھ نہ کیا بلکہ انہوں نے اپنا سب سے بڑا فریضہ جناب مدیر "النجم" کی شان میں تحقیر و توہین کے الفاظ استعمال کرنے کو سمجھا ہے اس سے فراغت ملتی ہے تو

ل بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی و موطا - ٢ حضرت ابوبکر صدیق رض مراد ہیں۔

جھوٹے حوالے کتب اہل سنّت کے دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

ان کی عبارت مذکورہ بالا کا حاصل یہ ہوا کہ ہاں شیعوں کا ایمان تو قرآن شریف پر نہیں ہے مگر اہل سنت کا بھی تو نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا جواب ہے جیسے کسی آنکھوں والے نے ایک مادرزاد نابینا کو اندھا کہا اُس نے کہا میں تو اندھا ہوں مگر تو بھی کانا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اِس کارروائی کا جواب بھی "تنبیہ الحائرین" وغیرہ میں خوب دے دیا گیا ہے اور اچھی طرح ثابت کر دیا گیا ہے کہ جس طرح شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ممکن نہیں اسی طرح سُنّیوں کا قرآن شریف پر ایمان نہ ہونا ممکن نہیں۔ مولوی اعجاز حسن صاحب کو لازم تھا کہ اس مضمون کے لکھنے سے پہلے امام اہل سنت عم فیضہم کی تصنیفات کا مطالعہ کر لیتے۔

اچھا اب اپنے اقوال کا جواب سنیئے۔ از مرتب

① **بدایونی:** اس کی حدیثیں بول رہی ہیں کہ قرآن موجود اصلی قرآن نہیں ہے

جواب

ذرا سوچیے اس جھوٹ کی کچھ حد ہے، آپ ایک حدیث، ایک روایت نہیں دکھا سکتے جس میں یہ مضمون ہو کہ قرآن موجود اصلی قرآن نہیں ہے۔ قرآن میں اصلی اور نقلی کی تشقیق منکرینِ قرآن کا محاورۂ مخصوصہ ہے کسی سنّی کے کلام میں قرآن شریف کے ساتھ اصلی یا نقلی کا لفظ قیامت تک کوئی نہیں دکھا سکتا۔

② **بدایونی:** اس کے محدثین اجماع پرست یک زباں ہیں کہ اصلی قرآن جمع شدہ و مرتب نہ تھا۔

جواب

یہ بھی دروغ محض ہے۔ محدثین کا یک زبان ہونا کیا معنی؟ ایک محدث کا

بھی یہ قول آپ سب مل کر بھی نہیں دکھا سکتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن بالکل جمع شدہ و مرتب تھا بلکہ تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے نہیں بلکہ تمام امت کا اِس پر اتفاق ہے کہ قرآن شریف کی جمع و ترتیب کا جو اصلی اور اہم حصہ تھا اس کو رسول ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم باحسن وجوہ انجام دئے گئے تھے سب سے بڑا کام ترتیب آیات کا تھا یعنی ہر ہر سورت کو بجائے خود مکمل و مختتم کر دینا، اس کی آیتوں کو مرتب کرنا یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پورا فرمایا۔ ترتیب آیات خود آپؐ نے بتعلیمِ جبریل علیہ السلام دی۔ اسی ترتیب سے آپؐ نماز میں اور خارج نماز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے اور جو آیت یا سورت نازل ہوتی تھی فوراً آپ اُس کو لکھوا دیتے تھے۔ کاتبانِ وحی کا تقرر پورے انتظام کے ساتھ تھا "سورۂ عبس" کی آیت اس کو بتارہی ہے اور بکثرت روایات اس مضمون کی ہیں جن کا قدر مشترک حدِ تواتر تک پہنچ گیا ہے، اس وقت اسی کتاب "اتقان" سے چند مقامات نقل کرتا ہوں جس کا حوالہ بار بار آپ نے اس مضمون میں دیا ہے "اتقان" کی اٹھارویں نوع دیکھئے۔

(۱) حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے کہ قرآن شریف تین مرتبہ جمع کیا گیا۔

ف قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی مرتب ہو چکا تھا

قال حاکم فی المستدرك جُمع القراٰن ثلٰث مرّات احدها بحضرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثمّ اخرج بسندہ علیٰ شرط الشیخین عن زید بن ثابت قال کنّا نؤلف القراٰن من الرقاع الحدیث۔ قال البیهقی یشبه ان یکون المراد به تألیف ما نزل من الآیات المفرقة فی سورها وجمعها فیها باشارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

پہلی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جمع ہوا۔ پھر انہوں نے اپنی سند سے بخاری" اور "مسلم" کی شرط پر ہے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم قرآن کو پرچوں سے جمع کرتے تھے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ حق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد متفرق آیات کو اُن کی سورتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے ٹھیک جوڑنا اور جمع کرنا ہے نیز "اتقان" کی اسی نوع میں ہے۔

(۱) اجماع اور ہم معنی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں اس میں شک نہیں کیا جا سکتا کہ آیات کی ترتیب خود شارع کی طرف سے ہے۔ اجماع کو بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے۔ منجملہ اُن کے علامہ زرکشی نے "برہان" میں اور ابو جعفر ابن زبیر نے اپنی کتاب "مناسبات" میں اور اُن کی عبارت یہ ہے کہ آیتوں کی ترتیب، ان کی سورتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے حکم سے ہوئی ہے اس کے متعلق مسلمانوں میں باہم کوئی اختلاف نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں :-

(۲) عنقریب وہ احادیث اور علماء کے اقوال آئیں گے جو ترتیب آیات

---

(۱) الاجماع والنصوص المترادفة علی ان ترتیب الآیات توقیفی لا شبهة فی ذلك اما الاجماع فنقله غیر واحد منهم الزرکشی فی البرهان وابو جعفر بن الزبیر فی مناسباته وعبارته ترتیب الآیات فی سورها واقع بتوقیفه صلی الله علیه وسلم وامره من غیر خلاف فی هذا بین المسلمین ،

(۲) وسیأتی من النصوص واقوال العلماء ما یدل علیه اما النصوص فمنها حدیث زید السابق کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع۔

کے منجانب شارع ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ ازانجملہ زید کی وہ حدیث ہے جو اوپر گزر چکی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن کو مختلف پرچوں سے جمع کرتے تھے۔

اس کے بعد "اتقان" میں صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، مستدرک حاکم سے متعدد روایتیں اس مضمون کی تائید میں نقل ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:-

(۱) ازانجملہ وہ حدیث جو امام احمد نے بسند حسن عثمان بن ابی العاص سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک آپ نے اپنی نظر اوپر اٹھائی پھر نیچے جھکائی اس کے بعد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس آیت کو فلاں سورت کے فلاں مقام پر لکھوا دو، وہ آیت یہ تھی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی الخ اور ازانجملہ وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے ابن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عثمانؓ سے کہا وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا پس آپ نے ناسخ آیت کو اس کے بعد کیوں نہ لکھا یا منسوخ آیت کو چھوڑ کیوں نہ دیا تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں کسی آیت کو اس کی جگہ سے

---

(۱) منہا ما اخرجہ احمد باسناد حسن عن عثمان بن ابی العاص قال کنت جالسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ شخص ببصرہ ثم صوبہ ثم قال اتانی جبریل فامرنی ان اضع ھذہ الآیۃ بھذا الموضع من ھذہ السورۃ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی الی اٰخرھا، ومنہا ما اخرجہ البخاری عن ابن الزبیر قال قلت لعثمان وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قد نسختھا الآیۃ الاخریٰ فلم تکتبھا

نہیں ہٹاتا۔ اور ازانجملہ وہ حدیث ہے جو مسلم نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کو اس قدر نہیں پوچھا جس قدر کلالہ کی بابت پوچھا یہاں تک کہ آپؐ نے میرے سینہ میں اپنی انگلی رکھ کر فرمایا کہ تم کو آیتِ صیف کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے۔ اور ازانجملہ وہ احادیث ہیں جو سورہ بقرہ کے خاتمہ کے متعلق ہیں۔

المختصر اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے عہد نبوی میں سورتوں میں آیتوں کا مرتب ہونا اور سورتوں کا ایک مکمل و مختتم صورت میں ہوجانا ثابت ہوتا ہے ان احادیث کی ایک کافی مقدار "اتقان" میں نقل کرکے پھر ائمہ محدثین و مفسرین کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۲) مکی وغیرہ نے کہا ہے کہ سورتوں میں آیتوں کی ترتیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی ہے اور چوں کہ آپؐ نے "سورۂ برات" کے شروع میں کچھ حکم نہیں دیا، اس لئے وہ بغیر بسم اللہ کے چھوڑ دی گئی۔ اور قاضی ابوبکر نے بیان کیا ہے کہ آیتوں کی ترتیب ایک ضروری چیز اور لازمی حکم ہے اس لئے کہ جبریلؑ آتے تھے اور کہتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں مقام میں رکھئے۔ نیز قاضی ممدوح نے کہا ہے کہ ہم سب

او تدعها قال یا ابن اخی لا اغیر شیئا من مکانه، ومنها ما رواہ مسلم عن عمر رضی اللہ عنه قال ما سألت النبی صلّی اللہ علیه وسلّم عن شیئ اکثر مما سألته عن الکلالة حتی طعن باصبعه فی صدری وقال تکفیك اٰیة الصیف التی فی اٰخر سورة النساء، ومنها الاحادیث فی خواتیم سورة البقرة، (۲) وقال مکی وغیرہ ترتیب الاٰیات فی السور بامر النبی صلّی اللہ علیه وسلّم ولمّا

کا مذہب یہ ہے کہ پورا قرآن جس کو اللہ نے نازل کیا اور اس کے قائم رکھنے کا حکم دیا اور اس کو منسوخ نہ کیا یعنی نازل کرنے کے بعد اس کی تلاوت موقوف نہ فرمائی وہ یہی ہے جو دو دفتوں کے درمیان ہیں ہے جس کو مصحف عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے گھیر لیا ہے اس ہیں سے نہ کچھ کم کیا گیا ہے اور نہ اس ہیں کچھ بڑھایا گیا ہے اور اس کی ترتیب اور اس کا نظم بھی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا اور خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتوں میں آیتوں کی ترتیب دی اس ہیں نہ کوئی آیت آگے کی گئی نہ پیچھے، امت نے نبیؐ سے نفس قرآن کو یاد کیا اور نفس تلاوت کو بھی اور ممکن ہے کہ سورتوں کی ترتیب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دی ہو اور ممکن ہے کہ یہ کام اپنے بعد اپنی امت کے سپرد کر گئے ہوں خود نہ انجام دیا ہو۔ قاضی ممدوح نے لکھا ہے کہ یہی دوسری بات قریبِ صحت ہے، اور قاضی ممدوح نے ابن وہب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ہیں نے امام مالکؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کی جمع و ترتیب اسی کے مطابق ہے جو صحابہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتے تھے، امام بغویؒ نے

لم یامر بذلك فی اوّل براءة تُرکت بلا بسملة وقال القاضی ابوبکر ترتیب الآیات امر واجب وحکم لازم فقد کان جبریل یقول ضعوا آیة کذا فی موضع کذا وقال ایضًا الذی نذهب الیه ان جمیع القرآن الذی انزله الله و امر باثباته ولم ینسخه ولا رفع تلاوته بعد نزوله هو هٰذا الذی بین الدّفتین الذی حواه مصحف عثمان رضی الله عنه وانه لم ینقص منه شئ ولا زید فیه وان ترتیبه ونظمه ثابت علی ما نظمه الله تعالیٰ ورتبه علیه رسوله من آی السور لم یُقدّم من ذلك مؤخر ولا اُخّر مقدّم وان الامّة ضبطت عنه

"شرح السُنّۃ" میں لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دو دفتیوں کے درمیان میں اس قرآن کو جمع کیا جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا بغیر کسی قسم کی کمی بیشی و تفرق کے۔ اور یہ جمع کرنا محض اس لئے تھا کہ حفظ کے فوت ہو جانے سے کوئی حصہ قرآن کا نہ جاتا رہے پس صحابہؓ نے ویسا ہی لکھا جیسا انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا بغیر اس کے کہ کسی آیت کو آگے پیچھے کیا ہو یا اس کی کوئی ایسی ترتیب قائم کی ہو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے نہ لی ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو درس دیتے تھے اور جس قدر قرآن آپ پر نازل ہوتا تھا اس کی تعلیم اُسی ترتیب سے دیتے تھے جو ترتیب آج ہمارے مصحفوں میں ہے بہ سبب اس کے کہ جبریل آپؐ کو ہر آیت کے نزول کے وقت بتلاتے تھے کہ یہ

نفس القرآن وذات التلاوة وانه يمكن ان يكون الرسول صلى الله عليه وسلم قد رتب سورة ويمكن ان يكون قد وكّل ذلك الى الامّة بعده ولم يتول ذلك بنفسه قال وهذا الثانى هو اقرب واخرج عن ابن وهب قال سمعت مالكا يقول انما الّف القرآن على ما كانوا يسمعون من النّبى صلّى الله عَلَيه وَسَلّم وَقال البغوى فى شرح السّنة الصحابة رضى الله عنهم جمعوا بين الدفتين القرآن الذى انزله الله الذى على رسوله من غير ان زادوا او نقصوا منه شيئا خوف ذهاب بعضه بذهاب حفظه فكتبوه كما سمعوه من رسول الله صَلى الله عَليه وَسَلّم من غير ان قدموا شيئا او اخّروا او وضعوا له ترتيبا لم ياخذوه من رسول الله صلى الله عَليه وسلّم وكان رسول الله صَلّى الله عَليه وَسَلّم يلقّن اصحابه ويعلّمهم ما نزل عَليه من القرآن على الترتيب الذى

آیت فلاں آیت کے بعد فلاں سورت میں لکھی جائیگی۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہؓ کی کوشش صرف یہ تھی کہ قرآن کو ایک مقام سے دوسرے مقام میں نقل کردیں نہ کہ اس کی ترتیب میں فرق لانا اس لئے کہ قرآن لوحِ محفوظ پر اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے اللہ تعالے نے پورا قرآن آسمان دنیا پر دفعتاً اتار دیا پھر تھوڑا تھوڑا بوقت ضرورت اُترتا رہا ہاں ترتیبِ نزول ترتیبِ تلاوت کے خلاف ہے، اور "ابن حصارؒ نے کہا ہے کہ سورتوں کی ترتیب یعنی آیتوں کا اپنے اپنے مقام میں رکھنا وحی کے ذریعے سے ہوا ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیا کرتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں مقام میں رکھو اور اس ترتیب کا یقین ہم کو روایاتِ متواترہ سے حاصل ہوا ہے۔ نیز اس بات سے بھی کہ صحابہ نے "مصحف" میں اسی ترتیب پر اجماع کیا ہے۔

هو الآن فی مصاحفنا بتوقیف جبریل ایاه علی ذلك واعلامه عند نزول كل آیة ان هذه الآیة تكتب عقب آیة كذا فی سورة كذا فثبت ان سعی الصّحابة كان فی جمعه من موضع واحد لا فی ترتیبه فان القرآن مكتوب فی اللّوح المحفوظ علی هذا الترتیب انزله الله تعالی جملةً الی السماء الدنیا ثم كان ینزله مفرقا عند الحاجة وترتیب النزول غیر ترتیب التلاوة وقال ابن الحصار ترتیب السّور ووضع الآیات فی مواضعها انما كان بالوحی كان رسول الله صلی الله عَلیہِ وَسلّم یقول ضعوا اٰیة كذا فی موضع كذا وقد حصل الیقین من النقل المتواتر بهذا الترتیب و مما اجمع الصّحابة علی وضعه هكذا فی المصحف۔

اِن عبارات و روایات سے پوری طرح واضح ہوگیا کہ تمام محدثین و مفسّرین بلکہ کُل امّت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن شریف کی ہر ہر سورت عہدِ نبوی میں مرتب اور مکتوب ہو چکی تھی۔ باقی رہی سورتوں کی باہم ترتیب اس میں البتہ کچھ اختلاف ہے تو اس سے کوئی اثر نفس قرآن شریف پر نہیں پڑتا یعنی کلام الٰہی کے مطالب کے سمجھنے میں اور اس کا مفہوم معلوم کرنے میں کوئی خلل نہیں آتا کیوں کہ ہر سورت بجائے خود مستقل اور جداگانہ چیز ہے اور اس میں بھی محققین کا مذہب یہی ہے کہ یہ ترتیب بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہے بکثرت روایات ہیں جو اس کی تائید کرتی ہیں۔

ف: قرآنی سورتوں کی ترتیب۔

اب مولوی اعجاز حسن صاحب کی جرأت و دلیری کی تعریف کیجئے کہ انہوں نے کس بے باکی کے ساتھ لکھدیا کہ اہل سنت کے تمام محدّثین یک زبان کہہ رہے ہیں کہ اصلی قرآن عہدِ نبوی میں جمع شدہ و مرتّب نہ تھا۔

بخلاف مذہبِ شیعہ کہ اُس نے نہ صرف آیتوں کی ترتیب بلکہ آیتوں کے اندر جو کلمات ہیں اُن کی ترتیب کو بھی محرّف مانا ہے اور یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ تینوں ترتیبیں اپنی اغراض کے مطابق خدا و رسول کی مرضی کے خلاف کر دی ہیں" فصل الخطاب مطبوعہ ایران صفحہ ۹۷ میں جہاں حضرت علیؓ کے جمع کئے ہوئے فرضی قرآن کا ذکر کیا ہے لکھا ہے:

ف: شیعوں کا مذہب قرآن صحیح کے متعلق

اور وہ یعنی قرآنِ علیؑ اس قرآن موجود کے خلاف ہے، سورتوں اور آیتوں بلکہ کلمات کی ترتیب کے لحاظ سے بھی اور زیادتی و کمی کے لحاظ سے بھی اور چونکہ حق علی علیہ السلام

وھو مخالفٌ لھٰذا القرآن الموجود من حیث التألیف وترتیب السور والآیات بل الکلمات

کے ساتھ ہے اور علیؓ حق کے ساتھ ہیں لہٰذا قرآن موجود میں دو قسم کی تبدیلی ہوتی اور یہی (شیعوں کا) عین مقصود ہے۔

(۳) **بدایونی :** نہ اس میں پارے تھے۔!

جواب

سبحان اللہ آپ کی طباعی یہاں تک پہنچ گئی۔ بھلا بتایئے تو اگر سہولتِ حفظ وغیرہ کے خیال سے پارے اور رکوع معین کر دیئے گئے جس سے اصل قرآن شریف میں نہ کوئی حرف گھٹایا گیا نہ بڑھایا گیا اِس سے کیوں کر قرآن بدل گیا۔ غالباً آپ یہ لکھنا بھول گئے کہ اصلی قرآن میں صفحات پر ہندسہ نہ تھے، اُس میں صفحات پر جدولیں نہ تھیں اُس کا کاغذ ولائتی مشین کا بنا ہوا نہ تھا، وہ چھپا ہوا نہ تھا وہ خطِ نسخ میں نہ تھا بلکہ خطِ کوفی میں تھا۔

ف: پارے اور رکوع کا مقصد

اگر آپ کی ذہانت کا یہی حال ہے تو دنیا میں کوئی کتاب کسی مصنف کی نہیں کہی جا سکتی۔ آپ کی کتاب "کافی" بھی اصلی نہیں کیوں کہ مصنف کے مسودہ اور آج کے مطبوعہ نسخوں میں اس قسم کے صدہا اختلافات موجود ہیں اور کتابوں پر کیا موقوف دنیا کی ہر چیز میں آپ کی یہ تقریر جاری ہو جاتے گی۔

ایضاً ومن وجهة الزيادة والنقيصة وحيث ان الحق مع علیؑ علیہ السلام وعلیؑ مع الحق ففی القرآن الموجود تغییر من جهتین وهو المطلوب۔

(۴) **بدایونی**: جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ، نہ ہر پارے میں چار ربع تھے نہ ہر ربع میں چند رکوع تھے نہ ہر رکوع میں چند آیات تھیں۔

جواب

اس آیت کا یہاں لانا یہ مطلب رکھتا ہے کہ صحابہؓ جامعینِ قرآن یا مسلمانوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ اس کے متعلق ہم صرف یہ کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ اسی قسم کی باتوں نے شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ناممکن کر دیا۔

(۵) **بدایونی**: اس کی ستہ ضرور یہ میں کوئی حدیث نہیں کہ رسول[۱] اللہ نے جمع قرآن کی وصیت فرمائی ہو۔

جواب

جمع قرآن کی خود اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری لی قولہ تعالیٰ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ پھر آیات کی ترتیب خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دے کر ہر ہر سورت کو مکمل کر دیا۔ اب کیا کام باقی تھا جس کی وصیت کر جاتے اور محققین کی ایک جماعت تو کہتی ہے کہ سورتوں کی ترتیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے دی تھی۔

(۶) **بدایونی**: قضیہ وراثت کے مانند یہ معاملہ صرف خلیفہ[۲] حی کے گوش گذار کیا ہو۔

جواب

واقعی شیعوں کی حیا و غیرت قابل تعریف ہے۔ سینکڑوں مرتبہ اس کا شافی جواب دیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں میراث جاری

---

[۱] اہل سنت کی کتب احادیث مراد ہیں یعنی بخاری، مسلم، نسائی، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ۔
[۲] اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

نہ ہونے کی حدیث کے صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ راوی نہیں بلکہ دوسرے صحابہؓ بھی اس حدیث کو روایت کر رہے ہیں۔ انتہا یہ کہ خود کتب شیعہ میں یہ ثابت اُن کے ائمہ معصومین سے دکھا دی گئی۔ اصول کافی کتاب العلم صفحہ ۱۷ میں ہے:۔

(۱) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ علماء وارثِ انبیاء ہیں اور یہ اس لئے کہ انبیاء نے کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا بلکہ صرف ..... اپنی احادیث کا وارث بنایا ہے۔ لہذا جس نے اُن کی احادیث میں سے کچھ حاصل کر لیا اُس نے کامل حصہ پایا۔

کیسی صاف حدیث ہے جس سے ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے درہم و دینار یعنی مال دنیا کسی کو میراث میں نہیں ملتا۔ اس مضمون کی حدیثیں اسی اصول کافی میں دوسرے مقامات پر بھی ہیں اور شیعوں کی دوسری کتب میں بھی ہیں۔ مگر بایں ہمہ آج تک وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہے کہ یہ حدیث صرف حضرت صدیق ہی نے روایت کی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

⑦ **بدایونی** :۔ لہذا رسولؐ کی رحلت کے بعد قرآن کا مرتب ہونا دینی بدعت قرار پایا۔

---

(۱) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذاک ان الانبیاء لم یورثوا درھمًا ولا دینارًا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیئ منھا فقد اخذ واحظًا وافرًا۔

جواب

معلوم ہوا کہ بدعت کی حقیقت سے بھی آپ بے خبر ہیں اور جمع قرآن کا کام تو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپؐ کے حکم سے ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے۔

⑧ **بدایونی :** بدعت پرستو اگر تم سچے ہو تو قرآن کی صفات موجودہ عہد رسولؐ والے قرآن پر منطبق کرنا۔

جواب

خدا کی قدرت کہ آج تعزیہ پرستوں کو بھی یہ جرأت ہے کہ اہل سنت کو بدعت پرست کہتے ہیں مگر انشاء اللہ یہ بدزبانی انہیں کے حق میں مہلک ثابت ہوگی۔

⑨ **بدایونی :** ورنہ اپنے دعویٰ باطلہ سے تائب ہوجانا پھر کبھی اس قرآن کے اصلی ہونے کا دعویٰ نہ کرنا۔

جواب

الحمدللہ خود اپنے منہ سے اقرار کرلیا کہ قرآن کے اصلی ہونے کا دعویٰ باطل ہے اب کس منہ سے قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کروگے۔ ہم نے اپنے مذہب کی رو سے تو ثابت کر دیا کہ یہ قرآن اصلی ہے یعنی حرف بحرف مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع و ترتیب اور آپ کی تلاوت کے ہے نہ اس میں کمی ہے نہ بیشی اور نہ اس کی ترتیب اُس کے خلاف ہے۔ البتہ

جناب کے مذہب کی رو سے قرآن کی حالت بیان کرنا باقی ہے جو عنقریب انشاءاللہ بیان ہوگی۔

عبارت دُرِّ نجف ۳ؔ

مسٹر النجم ثم کس منہ سے قرآن موجود کو پورا قرآن بتاتے ہو درآنحالیکہ اصلی قرآن میں سورۂ احزاب دوسو آیت کی تھی، دیکھو اتقان صفحہ ۳۱۶۔ اُس سورت میں "آیۂ رجم" بھی تھی۔ دیکھو "محاضرات راغب"۔ اب نہ سورۂ احزاب میں اتنی آیات ہیں اور نہ اُس میں آیۂ رجم موجود ہے۔ اور نسخ سورۂ توبہ کا صرف ایک حصّہ رہ گیا ہے باقی تین حصے غائب ہوگئے، دیکھو "دُرِّ منثور" جلد ۳ صفحہ ۲۰۸۔ اس سورت کی آخری آیات بڑی تلاش سے خزیمہ انصاری کے پاس دستیاب ہوئی تھیں، دیکھو "اتقان"۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن کے تواتر کا دعویٰ کیا جاتا ہے مگر حال یہ ہے کہ قرآنی آیات بڑی مشکل سے ملتی تھیں معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اصحاب میں کوئی بھی پورے قرآن کا حافظ نہ تھا ورنہ جمع قرآن کے وقت یہ دشواری نہ آتی۔ عبدالشکور صاحب کا یہ لکھنا کہ لکھی ہوئی آیتیں ڈھونڈی جاتی تھیں، عذر گناہ بدتر از گناہ ہے اس لئے کہ صدورِ[1] رجال سے بھی قرآن لکھا گیا۔ ہاں جو آیات کسی کو یاد نہ ہوتی تھیں وہ تلاش کی جاتی تھیں کہ شاید کسی کے پاس لکھی ہوئی مل جائیں۔ ہاں میاں عبدالشکور ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے

---

[1] یعنی اپنے دل سے

خلفاء ثلثہ کا ایمان بالقرآن ثابت کر دیجئے۔ الغرض پورا قرآن موجود نہیں ہے اور نہ اس کا دعویٰ صحیح ہے، دیکھو "اتقان" صفحہ ۳۱۶۔ بی عائشہؓ کہتی ہیں آیت "رجم" کے بعد رسولؐ بھی تلاوت ہوتی تھی۔ دیکھو شرح بزدوی قرآن سے پورا سورۂ "نورین" غائب ہوگیا۔ دیکھو "دبستان المذاہب" قرآن موجود میں دو مکمل سورے یعنی "حفد و خلع" بالکل ندارد ہیں حالانکہ ان دونوں کو اُبی بن کعب صحابی نے اپنے قرآن میں لکھا تھا۔ "دیکھو اتقان"۔ اگر یہ دونوں سورے جزء قرآن نہ تھے پھر ابی بن کعب نے داخل کیا تو رسول اللہ کا گرامی قدر صحابی ملعون کافر قرار پائے گا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے قرآن کو صحابہؓ کے لئے واجب التمسک بنایا تھا۔ لہذا عبد الشکور صاحب بہت جلد قرآن میں یہ دونوں سورے دکھائیں ورنہ ان کا قول مثل قول منصور ہو گا کہ یہ مفتری اپنی ذات کو مومن سمجھتا ہے اور ہمیں کافر، لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اپنے عقیدۂ باطلہ سے کفر خلفائے ثلثہ کا فتویٰ دیتا ہے۔"

جوابات

مسٹر "استقصاء الافحام" کی کورانہ تقلید کر کے اعجاز حسن صاحب نے نسخ تلاوت کی روایتوں کو تحریف کے ثبوت میں پیش کرنا شروع کر دیا حالانکہ "استقصاء الافحام" کے مبحث تحریف کا مکمل رد النجم کے "مناظرہ حصہ اول" میں شائع ہو چکا تھا پھر دوبارہ ان سب روایات کی بحث "تنبیہ الحائرین" میں بجواب حائری صاحب

مجتہد پنجاب نہایت مبسوط ہو چکی تھی جس کا جواب آج تک شیعوں کی طرف سے نہیں برداشت ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ اگر کچھ بھی حیا ہوتی تو اب ان روایات کا نام کوئی شیعہ نہ لیتا جن کو پیش کر کے مولوی حامد حسین اور حائری صاحبان کس درجہ ذلت برداشت کر چکے تھے۔

پھر لطف تو یہ ہے کہ جن روایات کو نقل کیا ہے قطع نظر اس کے کہ ان میں اکثر روایات کی صحت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی اور قطع نظر اس کے کہ سوا نسخ تلاوت کے کوئی اور مفہوم ان روایات سے نکل ہی نہیں سکتا، تمام علمائے اہل سنت نے ان کو نسخ ہی پر محمول کیا ہے خود علمائے شیعہ نے بھی ان کو نسخ تلاوت ہی سے متعلق مانا ہے نہ تحریف سے دیکھیے تفسیر "مجمع البیان" از علامہ طبرسی شیعی بذیل تفسیر آیہ مَا نَنسَخْ مِنْ اٰیَةٍ۔

(۱) **بدایونی:** مسٹر النجم تم کس منہ سے قرآن موجود کو پورا بناتے ہو۔

جواب

اُسی منہ سے پورا بناتے ہیں جس منہ سے کلمۂ ایمان پڑھتے ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور علامہ مدیر النجم دامت برکاتہم کی تخصیص نہیں تمام اہل سنت والجماعت قرآن موجود کو پورا بناتے ہیں چنانچہ آپ کی عبارت ۲ کے جواب میں علمائے اہل سنت کی عبارتیں نقل ہو چکیں اور تماشا تو یہ ہے کہ آپ کے علماء بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں کہ تمام اہل سنت قرآن موجود کو کامل و مکمل جانتے ہیں اور جو اس کو ناقص کہے اس کو کافر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر حامد حسین استقصاء الافحام جلد اول ص۹ میں لکھتے ہیں:

(۱) "مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آں را قرآن کامل اعتقاد کنند و

(۱) ترجمہ:۔ موجودہ قرآن جس کے متعلق اہل سنت پورا قرآن ہونے کا اعتقاد رکھتے .... اور

معتقد نقصان آن را ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند۔"

باقی رہا نسخ کا معاملہ تو اس سے قرآن کے پورا ہونے میں کوئی خلل نہیں آسکتا کسی کتاب کا مصنف اس کتاب کے کسی حصہ کو نکال ڈالے تو اس سے وہ کتاب ناقص نہیں کہی جاسکتی، ہاں مصنف کے علاوہ کوئی اور شخص نکال ڈالے تو البتہ کتاب ناقص کہی جائے گی۔

② **بدایونی :** درآنحالیکہ اصلی قرآن میں سورۂ "احزاب" دو سو آیات کی تھی۔

جواب

اصلی کا لفظ آپ نے بڑھایا ہے، "اتقان" کا حوالہ صریح خیانت ہے "اتقان" میں صرف یہ مضمون ہے کہ "سورۂ احزاب" میں دو سو آیتیں تھیں پھر اس سے تحریف کیونکر ثابت ہوئی۔ ہاں یہ ثابت کیجئے کہ یہ آیتیں جامع قرآن نے نکال ڈالیں تو البتہ تحریف ثابت ہوگی، پھر "اتقان" میں صاف تصریح موجود ہے کہ باقی آیتیں منسوخ ہوگئیں۔ نسخ ہی کے مثال میں اس روایت کو مصنف "اتقان" نے بھی لکھا ہے اس سے آپ نے آنکھ بند کرلی، کیا خوب دیانت ہے۔

③ **بدایونی :** اور سنو سورۂ توبہ کا صرف ایک حصہ باقی رہ گیا باقی تین حصے غائب ہوگئے۔

جواب

باقی تین حصوں کا غائب ہو جانا آپ کے الفاظ ہیں۔ "دُرِ منثور" میں ہرگز کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ یہ ہوسکے۔ اس سورت کا بھی جو حصہ اب نہیں ہے اس

جو شخص اس میں کمی بارد و بدل کا قائل ہو اس کو ناقص الایمان بلکہ غیر مسلم سمجھتے ہیں۔

منسوخ ہونا روایات میں بالتصریح مذکور ہے۔[1]

(۴) **بدایونی** : اس سورت کی آخری آیات بڑی تلاش سے خزیمہ انصاری کے پاس دستیاب ہوئی تھیں۔

جواب

یہ تلاش صرف وقت نزول کی لکھی ہوئی آیت کی تھی ورنہ زبانی بہت سے لوگوں کو یاد تھی اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متفرق پرچوں سے جو سورتیں مرتب کرائی تھیں ان میں بھی یہ آیت لکھی ہوئی تھی۔ یہ مضمون کہ لکھی ہوئی آیت کی تلاش تھی جناب حضرت علامہ " مدیر النجم" نے اپنی طرف سے نہیں بیان فرمایا بلکہ علمائے سابقین اس کو لکھ گئے ہیں۔ "اتقان" کی اٹھارویں نوع میں یہ عبارت ملاحظہ ہو :۔

(۱) ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ دو گواہوں سے مراد حفظ اور کتابت ہے۔

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں :۔

(۲) ابوشامہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کی غرض یہ تھی کہ جو مصحف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھے گئے تھے خاص انہیں سے نقل لی جائے نہ محض حفظ سے، اسی وجہ سے سورۂ توبہ کی آخری آیت کے متعلق کہا کہ سوا حضرت خزیمہ کے کسی کے پاس نہ ملی، یعنی کسی اور کے پاس لکھی ہوئی نہ ملی کیوں کہ بغیر لکھے ہوئے کے صرف حفظ پر کفایت نہ کی جاتی تھی۔

(۱) قال ابن حجر وکان المراد بالشاھدین الحفظ والکتاب۔ (۲) قال ابوشامۃ وکان غرضھم ان لا یکتب الا من عین ما کتب بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا من مجرد الحفظ ولذلک قال فی اٰخر سورۃ التوبۃ لم اجدھا مع غیرہ ای لم اجدھا مکتوبۃ مع غیرہ لانہ کان لا یکتفی بالحفظ دون الکتابۃ۔

[1] دیکھئے النجم" کا "مناظرہ حصہ اول"

⑤ **بدایونی**: معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اصحاب میں کوئی بھی پورے قرآن کا حافظ نہ تھا ورنہ جمعِ قرآن کے وقت یہ دشواری نہ آتی۔

جواب

صحابہ کرامؓ کی طرف انہی بدگمانیوں اور غلط خیالات نے قرآن آپ کے ہاتھ سے چھین لیا جواب آپکو کبھی نہیں مل سکتا حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط[1]۔ جنگ یمامہ میں جو چند ماہ بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئی جو حفّاظ قرآن شہید ہو گئے تھے صرف اُن کی تعداد ستّر تھی اور زندہ لوگوں میں جس قدر تعداد حفّاظ قرآن کی ہوگی اس کا اندازہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کون کر سکتا ہے اگر یہ حفّاظِ قرآن عہدِ نبوی کے نہ تھے تو جنگِ یمامہ میں کہاں سے آگئے۔ کیا چھ سات ماہ میں اتنے حافظ ہو گئے؟۔

⑥ **بدایونی**: ہاں میاں عبدالشکور ذرا رسول اللہ کی تصدیق سے خلفائے ثلثہ کا ایمان بالقرآن ثابت کر دیجئے

جواب

اس بے ہودہ طریقے سے ایک عالم اہل سنت کا نام لینا تیرہ درونی اور زخم خوردگی کا نتیجہ ہے۔ مگر یہ تو بتایئے کہ حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے ایمان بالقرآن اور وہ بھی تصدیق رسولؐ سے ثابت کرنے کا مطالبہ اس مبحث سے کیا ربط رکھتا ہے کیا جس طرح شیعہ حضرت علیؓ اور اپنے دوسرے ائمہ کا ایمان ثابت کرنے سے عاجز ہیں ایسا ہی اہل سنت کو سمجھتے ہیں مگر یاد رہے کہ اِس مبحث میں بھی حضرت علامہ نے ایک پہاڑ آپ کے سروں پر توڑ دیا ہے

[1] ترجمہ:۔ تا آنکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو۔

مباحثہ بکریاں، دیکھیے جس میں چالیس دلائل حضرات خلفاءِ ثلٰثہ کے مومنِ کامل ہونے پر پیش کئے گئے ہیں جس کا جواب کئی سال گذرنے پر مولوی مرزا احمد علی شیعہ جو اس مباحثہ میں مدمقابل تھے نہ دے سکے نہ کسی دوسرے مجتہد نے ہمت کی۔ اس کے بعد ہزیمت شیعانِ پنجاب" جس میں بیس دلائل مزید اس مسئلہ پر اضافہ کئے گئے ہیں۔

ف: پورا قرآن موجود نہیں ہے۔

⑦ **بدایونی :** الغرض پورا قرآن موجود نہیں ہے اور نہ اس کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔

جواب

بعض آیات کے منسوخ ہوجانے سے قرآن کو پورا نہ کہنا یعنی محرّف جاننا بالکل غیر معقول بات ہے، "اتقان" کا حوالہ محض بے بنیاد ہے۔ سچے ہوں تو دکھلائیں۔

ف: حضرت عائشہؓ کی گستاخی۔

⑧ **بدایونی :** بی عائشہ کہتی ہیں کہ آیت رجم کے بعد رسول بھی تلاوت ہوتی تھی۔

جواب

امّ المؤمنین کی شان میں یہ تحقیر آمیز جملہ۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے۔ آیتِ رجم کی پوری تحقیق "النجم" کے "مناظرہ حصہ اوّل" اور "تنبیہ الحائرین" میں دیکھیے کہ شیعوں کے امام میاں حامد حسین کی دیانت و قابلیت کا پردہ کس طرح چاک ہوا ہے۔

⑨ **بدایونی :** قرآن سے پورا سورۂ "نورین" غائب ہوگیا۔

80597

جوابُ

یہ لطیفہ سب ہی سے نمبر لے گیا۔ ذرا یہ تو بتائیے کہ "دبستان المذاہب" کس کی کتاب ہے اور اُس کے مصنّف نے "سورۃ نورین" کی بابت سُنّیوں کا عقیدہ نقل کیا ہے یا شیعوں کا۔ افسوس ہے کہ حائری صاحب کو "دبستان المذاہب" کا حوالہ دینے پر کافی ذلت ہو چکی تھی مگر پھر بھی آپ لوگوں کے ہوش درست نہ ہوئے

(۱۰) **بدایونی:** قرآن موجودہ میں دو مکمل سورتیں یعنی "حفد و خلع" بالکل ندارد ہیں حالانکہ ابی بن کعب صحابی نے ان دونوں کو اپنے قرآن میں لکھا تھا۔

جوابُ

ان دونوں سورتوں کا بھی منسوخ ہونا روایات میں صراحۃً مذکور ہے دیکھئے "النجم کا مناظرہ حصۂ اول" چونکہ یہ دونوں سورتیں قنوت وتر میں پڑھی جاتی ہیں اس لئے حضرت ابی بن کعبؓ نے بطور یادداشت کے لکھ لی تھیں نہ بطور قرآنیت کے، ورنہ حضرت ابی بن کعبؓ جن لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے اُن کو یہ سورتیں بھی پڑھاتے حالانکہ قرائے سبعہ کی متواتر سندوں میں حضرت ابی بن کعبؓ سے جو قرآن شریف منقول ہے وہ یہی قرآن ہے نہ اس میں سورۂ "حفد" ہے نہ سورۂ "خلع" ہے۔

(۱۱) **بدایونی:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے ابی بن کعب کے قرآن کو واجب التمسّک بنایا تھا

جواب

یہ مضمون آپ کا طبع زاد ہے حضرت اُبی بن کعبؓ کے قرآن کو واجب التمسّک بنانا کسی حدیث میں نہیں ہے۔ نہ عند التحقیق حضرت اُبی بن کعبؓ کا کوئی قرآن ہمارے قرآن کے علاوہ ثابت ہوتا ہے۔

(۱۲) **بدالونی:** لہٰذا عبدالشکور صاحب بہت جلد قرآن میں یہ دونوں سورتیں کھائیں ورنہ انکا قول مثل بول منصور ہوگا کہ یہ مفتری اپنی ذات کو مومن سمجھتا ہے اور رہیں کافر۔

جواب

آپ کے پیشوا ابوبصیر صاحب کے منہ میں کتے نے پیشاب کر دیا تھا۔ (دیکھئے اپنی کتاب تنقیح ص ۱۶۷) غالباً اُس وقت .... سے آپ کو ہر اہل ایمان کا قول مثل بول معلوم ہوتا ہے۔ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے۔

ف: شیعہ پیشوا کے منہ میں کتے کا پیشاب۔

عبارت دُرِّ نجف ۴

بقول حضرت عثمانؓ اس قرآن میں غلطیاں ہیں" دیکھو درِ منثور ج ۲ ص ۲۴۶"

"اتقان"، "معالم التنزیل"، "الیواقیت والجواہر" اور سنو تمہارے مذہب میں بسم اللہ کسی سورت کا جزء نہیں ہے۔ ورنہ تمہاری نماز بغیر بسم اللہ کے نہ ہوتی۔ تمہارے دین مصنوعی کے لحاظ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ قرآن جو تمہارے زعم ناقص میں

مکمل ہے۔ لوح محفوظ کے مطابق اُترے ہوئے قرآن کی نہ آیتیں مرتب ہوئی تھیں اور نہ سورے۔ دیکھو ازالۃ الخفا اور مقدمہ تفسیر حقانی صفحہ ۸۳۔ قرآن موجود کی ترتیب موافق تنزیل نہیں ہے۔ دیکھو بخاری پ ۲۰ ص ۱۲۳۔ مزید ثبوت آگے آتا ہے۔ عبدالشکور صاحب فرمایئے کہ اگر آیہ اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ کے ذریعہ سے اصلی و غیر مجموع قرآن کی حفاظت کا وعدہ خدا نے فرمایا تھا تو وہ کہاں محفوظ رہا۔ اس قرآن میں بہت سی آیات و تین سورتیں موجود نہیں ہیں نیز آیہ رضاع کبیر بھی نہیں ہے جسے بقول حضرت عائشہ بکری کھا گئی۔ دیکھو "محاضرات راغب"، نیز آیہ رجم بھی اس کا جزو تھی۔ دیکھو "اتقان"، "جمع الجوامع" "کنز العمال"۔ اور اگر خدا نے اس قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے جو بقول حضرت عثمانؓ غلط ہے اور بقول مفسرینؒ و محدثین اہل سنت ناقص بھی ہے اور اس پر آپ کا اور آپ کے بزرگوں کا ایمان بھی ہے۔ تو فرمایئے ہمارا ایمان اس قرآن پر کس لئے نہیں ہو سکتا۔ مُلّاجی تم بڑے غدار ہو کہ جھوٹی باتیں اڑایا کرتے ہو شرم کرو۔ انہیں بیہودہ حرکتوں سے تم کو علمائے اہل سنت نے کافر بنایا ہے۔ مگر تم کو حیا نہیں آتی اور چلو بھر پانی میں ڈوب نہیں مرتے کہ قصہ پاک ہو۔ اور سنو تم کونسے قرآن کو غیر مخلوق اور قدیم کہتے ہو اور تمہارے بھائی بند بعض حنابلہ کس قرآن کی جلد و غلاف کو قدیم بتاتے ہیں۔ تعدد قدما کا عقیدہ رکھنے والو سمجھ کر جواب دینا مشرک و ایمان لگتی کہنا پس اگر عہد رسول والا قرآن غیر مخلوق ہے جو مجموع و مجلد نہ تھا تو اس کا وجود صفحہ ہستی سے غائب ہے اور اگر یہ قرآن مراد ہے تو اس کے خالق جناب عثمانؓ ہیں پھر کیسے قدیم ہو سکتا ہے

① **بدایونی :** بقول حضرت عثمانؓ اس قرآن میں غلطیاں ہیں۔

جوابات

افسوس اس میں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا خود تفسیر "اتقان" میں ان روایتوں کا غیر معتبر ہونا بخوبی واضح کر دیا ہے مگر "اتقان" کا حوالہ تو دے دیا لیکن جرح کا ذکر بھی نہ کیا۔ دیکھئے صاحبِ "اتقان" ان روایات کو نقل کر کے فرماتے ہیں :۔

(۱) علماء نے ان روایات کا جواب تین طریقے سے دیا ہے، ایک طریقہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ سے ان روایتوں کا ثبوت صحیح نہیں کیونکہ سند ان کی ضعیف اور مضطرب اور منقطع ہے۔

(۲) پھر اس کے بعد لکھتے ہیں :۔

یہ روایات نہایت قابلِ اعتراض ہیں اوّلاً یہ کہ صحابہؓ کی طرف یہ گمان کیوں کر ہو سکتا ہے کہ وہ معمولی بات چیت میں غلطی کرتے ہوں چہ جائیکہ قرآن میں حالانکہ وہ بڑے مشّاق اور فصیح تھے ثانیاً پھر یہ گمان اُن کی طرف کیسے کیا جائے کہ جس قرآن کو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا جیسا کہ وہ نازل ہوا تھا اور اس کو حفظ کیا تھا اور خوب ضبط کیا تھا اسی میں وہ غلطی کرتے ثالثاً پھر یہ گمان اُن کی طرف کیونکر کیا جائے کہ سب کے سب اس غلطی پر

---

(۱) وقد اجاب العلماء عن ذلك بثلثة اوجه احدها ان ذلك لا يصح عن عثمانؓ فان اسناده ضعيف مضطرب منقطع۔ (۲) وهذه الآثار مشكلة جدا وكيف يظن بالصحابة اولاً انهم يلحنون في الكلام فضلاً عن القرآن وهم الفصحاء اللّٰه ثم كيف يظن بهم ثانياً في القرآن الذي تلقوه من النبي صلى الله عليه وسلم كما انزل وحفظوه وضبطوه واتقنوه ثم كيف يظن بهم، ثالثاً اجتماعهم كلهم على الخطأ وكتابته ثم كيف يظن

اور اس کے لکھنے پر متفق ہوگئے (رابعاً) پھر یہ گمان ان کی طرف کیسے ہو سکتا ہے کہ اُنکو اس غلطی پر تنبہ ہوا اور انہوں نے اس سے رجوع نہ کیا پھر حضرت عثمانؓ کی طرف یہ خیال کیسے کیا جائے کہ وہ اس غلطی کی اصلاح سے منع کرتے پھر یہ خیال کس طرح کیا جا سکتا ہے کہ قرآن میں وہ غلطی برابر قائم رہے حالانکہ قرآن سلفاً عن خلفٍ[1] بتواتر نقل ہو رہا ہے۔ یہ باتیں شرعاً عقلاً اور عادتاً محال ہیں۔

اس عبارت میں علامہ سیوطیؒ نے ایسی زبردست جرح ان روایات پر کی ہے جس کی خوبی علم حدیث کے جاننے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اصولِ حدیث میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جو روایت کسی محال عقلی یا شرعی یا عادی پر شامل ہو وہ جھوٹی سمجھی جائیگی اگرچہ اس کی سند میں کوئی راوی جھوٹا نہ معلوم ہوتا ہو۔ پس علامہ ممدوح کا یہ کہنا کہ یہ روایتیں محال شرعی اور محال عقلی اور محال عادی پر شامل ہیں ان روایات کے موضوع ہونے کو مدلل کرتا ہے۔

علامہ حکیم ترمذی ان روایات کی بابت "نوادر الاصول" میں فرماتے ہیں:۔

(۱) ان راویوں سے تعجب ہے کوئی ان میں روایت کرتا ہے کہ ابن عباسؓ نے حتّی تستأنسوا و تسلّموا کو کاتب کی غلطی بتلایا اور کہا کہ صحیح تستأذنوا ہے میں ان روایات

بهم رابعاً عدم تنبّههم ورجوعهم عنه ثم كيف يظنّ بعثمان انه ينهى عن تغييره ثم كيف يظنّ انّ القرآن استمرّ على مقتضى ذلك الخطاء وهو مروىّ بالتواتر سلفاً عن خلف، هذا ممّا يستحيل شرعاً وعقلاً وعادةً۔

(۱) والعجب من هؤلاء الرّواة احدهم يروى عن ابن عبّاسؓ انه قال فى قوله حتّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا هو خطأ من الكاتب انّما هو تستأذنوا وتسلّموا۔ وما ارى مثل

---

[1] دور اول سے دور آخر تک (یعنی ہر زمانے میں)

کو سوا اس کے کچھ خیال نہیں کرتا کہ زندیقوں کی ساختہ پرداختہ ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ایسی روایات بنا کر اسلام کے ساتھ فریب کریں۔ سُبحان اللہ گویا خدا کی کتاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے سامنے ایک کھیل ہو گئی کہ کاتبوں نے اس میں جو چاہا لکھدیا بڑھا دیا یا گھٹا دیا۔

علامہ زمخشریؒ ان روایات کی نسبت لکھتے ہیں:۔

وھی واللہ فِریۃ بلا مریۃ — یہ روایتیں اللہ کی قسم افترا کی ہوئی ہیں اس میں کچھ شک نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بھی "فتح الباری" میں اگرچہ ان روایات کو بلحاظ سند کے مجروح نہیں کہتے تو بھی یہ فرماتے ہیں کہ کان غیرھا المعتمد یعنی ان روایات کے خلاف پر اعتماد رہے۔ یہ روایتیں قابل اعتماد نہیں ہیں۔

المختصر یہ روایات بالکل مجروح ناقابلِ اعتماد ہیں اور بفرضِ تسلیم ان روایات کا وہی مطلب ہو جو آپ لکھتے ہیں تو تفسیر "اتقان" میں اُن کی تاویل بھی لکھی ہوئی ہے۔

(۲) **بدایونی:** اور سنو تمہارے مذہب میں بسم اللہ کسی سورت کا جز نہیں ہے ورنہ تمہاری نماز بغیر بسم اللہ کے نہ ہوتی۔

جواب

اس مسئلہ کا یہاں کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا، شاید مقصود یہ

هٰذہ الروایات الا من کید الزنادقۃ فی هٰذہ الاحادیث انما یریدون ان یکیدوا الاسلام بمثل هٰذہ الروایات۔ فیا سبحان اللہ کان کتٰب اللہ بین ظهرانی اصحاب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فی مضیعۃ حتی کتب الکتّاب فیها ما شاءوا او زادوا او نقصوا۔

ہو کہ جس کو مولوی اعجاز حسن صاحب ظاہر نہیں کر سکے کہ بسم اللہ جز سورت نہیں پھر ہر سورۃ کے شروع میں کیوں لکھی ہے اس سے فی القرآن اضافہ ثابت ہو گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بسم اللہ جو ہر سورۃ کے شروع میں لکھی ہوئی ہے بیشک حنفیہ کے نزدیک سورۃ کا جز نہیں ہے بلکہ آیت مستقل ہے جو ہر سورۃ کے شروع میں اس لئے نازل ہوئی ہے کہ جدید سورۃ کا آغاز معلوم ہو جائے لہٰذا بسم اللہ کا ہر سورۃ کے آغاز میں لکھنا اضافہ فی القرآن تو جب ہوتا کہ کسی انسان کا کلام اس میں لکھدیا جاتا۔ حضرت اُستاذ الاساتذہ مولانا الشیخ عبدالحی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستقل رسالہ ہے اَحکَامُ القَنطَرۃِ فِی اَحکَامِ البَسمَلَۃِ اس میں نہایت مفصل و مدلل طریقہ سے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ جس کو زیادہ تحقیق منظور ہو وہ اس رسالہ کا مطالعہ کرے۔

(۳) **بدایونی:** یہ قرآن جو تمہارے زعم ناقص میں مکمل ہے۔ مطابق لوح محفوظ اترے ہوئے قرآن کی نہ آیتیں مرتب ہوئی تھیں اور نہ سورتیں۔

جواب

الحمدللہ آپ نے اس قول میں مان لیا کہ قرآن ہمارے خیالاً و عقائد میں مکمل ہے۔ رہا یہ کہ آپ لوگ ہمارے اس خیال کو ناقص کہتے ہیں یہ حق بجانب ہے قرآن شریف کی عداوت اسی کو چاہتی ہے کہ جو شخص قرآن کو مکمل جانے اس کے خیال کو ناقص کہا جائے قرآن شریف کو مکمل کہنے سے جن کے دل زخمی ہوتے ہیں وہ مکمل کہنے والے کو جس قدر گالیاں دیں معذور ہیں۔

(۴) **بدایونی:** جبکہ لوح محفوظ سے اترے ہوئے قرآن کی نہ آیتیں مرتب ہوئی تھیں اور نہ سورتیں۔ دیکھو ازالۃ الخفاء۔

جواب

ہماری دیکھی ہوئی ہے ہم اوپر روایات معتبر ثابت کر چکے کہ آیات قرآنیہ کی ترتیب خود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے گئے تھے" ازالۃ الخفا کی عبارت اس کے خلاف نہیں ہے۔

⑤ **بدایونی:** قرآن موجود کی ترتیب موافق تنزیل نہیں ہے

جواب

یہ تو ہم سب مانتے ہیں کہ یہ ترتیب مطابقِ نزول نہیں ہے بلکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت اور آپ کی تعلیم کے مطابق ہے جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے۔

⑥ **بدایونی:** عبدالشکور صاحب فرمایئے کہ اگر آیہ انا لہٗ لحٰفظون کے ذریعہ سے اصلی غیر جمع شدہ قرآن کی حفاظت کا وعدہ خدا نے فرمایا تھا تو وہ کہاں محفوظ رہا اس قرآن میں بہت سی آیات و تین سورتیں موجود نہیں۔

جواب

اس آیت میں اسی قرآن کی حفاظت کا وعدہ ہے جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جس کو حضورؐ نے لکھوایا جس کی آیتوں کو مرتب کیا جس کو امت کے لئے قیامت تک کے واسطے رہنما بنایا اور فرمایا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ[1]۔ اب رہا یہ کہ جب حفاظت کا وعدہ تھا تو اس کی کچھ آیتیں منسوخ کیوں ہوئیں تو خوب یاد رکھئے کہ نسخ منافی حفاظت نہیں۔ حفاظت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ غیر اس میں تصرف نہ کر سکے نہ یہ کہ خدا بھی تصرف نہ کر سکے۔ اِن آیتوں کو خدا نے منسوخ کیا نہ یہ کہ کسی نے نکال ڈالا۔

⑦ **بدایونی:** نیز آیہ "رضاع کبیر" بھی نہیں ہے جسے بقول حضرت عائشہ بکری کھا گئی۔

---

[1] میں تمہارے لئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ (مراد قرآن و سنت ہیں) (از ادارہ)

جواب

آیۂ "رضاع کبیر" بھی منسوخ ہو چکی ہے اور کسی کاغذ کو بکری کا کھا جانا ایک معمولی واقعہ ہے آج روزانہ سینکڑوں نسخے قرآن شریف کے تلف ہوتے رہتے ہیں اس سے قرآن پاک پر کیا اثر پڑتا ہے روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بکری کے کھا جانے کے سبب یہ آیت درج مصحف ہونے سے رہ گئی۔

⑧ **بدایونی:** اور اگر خدا نے اس قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے جو بقول حضرت عثمان غلط ہے اور بقول مفسرین ومحدثین اہلسنت ناقص بھی اور اس پر بس نہیں، آپ کا اور آپ کے بزرگوں کا ایمان یہی ہے۔

جواب

بالکل جھوٹ ہے جب ہی تو کسی مفسر یا محدث کا قول نہیں پیش کیا نہ پیش کر سکتے ہو۔

⑨ **بدایونی:** تو فرمایئے ہمارا ایمان اس قرآن پر کیوں نہیں ہو سکتا؟

جواب

کتنی مرتبہ فرمائیں، النجم کے "مناظرہ حصہ اول" میں فرمایا، "امروہہ کے مناظرہ" میں فرمایا، "مباحثہ مکریاں" ضلع ہوشیارپور میں فرمایا، لکھنؤ میں پنڈت جگت پرشاد والے مباحثہ میں فرمایا، "تنبیہ الحائرین" میں فرمایا۔ "الاول من المائتین" نمبر اول میں فرمایا۔ اور اب پھر شوق ہے تو سنیئے۔

شیعوں کا ایمان نہ اس قرآن پر ہو سکتا ہے نہ کسی اور قرآن پر اور اس

دعوی کی بنیاد ایسی روایات پر نہیں ہے جیسی روایات آپ لوگ کتب اہل سنت سے پیش کرتے ہیں کہ وہ روایات اول تو اخبار احاد ہیں دوسرے اُن کی صحت میں بہت کلام ہے اُن میں سے اکثر کی صحت تو قطعاً ثابت نہیں ہو سکتی۔ تیسرے ان روایات کا مفہوم سوا نسخ یا اختلاف قرأت کے اور کچھ نہیں ہے کسی عالم اہل سنت نے آج تک اُن روایات سے تحریف کا مفہوم بطور احتمال کے بھی نہیں سمجھا۔ اگر مولوی اعجاز حسن یا ان کے اکابر ثابت کر دیں کہ ایسی روایات کی بنیاد پر مدیر النجم یا کسی اور عالم اہل سنت نے کہا ہو کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا تو باللہ العظیم میں اس قول کو واپس لینے کے لئے تیار ہوں مگر نہیں علمائے اہل سُنّت ایسے غیر منصف ایسے ناخدا ترس اور لاغی نہیں ہیں کہ اتنا بڑا الزام چند ایسی روایات کی بنا پر رکھ دیتے جو علاوہ متواتر نہ ہونے کے پایہ صحت کو بھی نہیں پہنچتیں اور با این ہمہ تحریف پر صراحۃً دلالت بھی نہیں کرتیں بلکہ علمائے اہل سنت کے اس دعوی کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔

اوّل یہ کہ مذہب شیعہ نے تمام صحابہ کرامؓ کو جھوٹا مانا ہے حضرات خلفائے ثلثہ اور اُن کے ساتھیوں کو بھی اور حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھیوں کو بھی اور جب طبقہ صحابہ سب کا سب جھوٹا مان لیا گیا تو ظاہر ہے کہ قرآن اور دین کی ہر چیز جو مابعد والوں کو انہیں جھوٹوں کی نقل و روایت سے ملی ہے قابل اعتماد نہ رہی نہ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے نہ قرآن کا کلام الٰہی ہونا قطع نظر اس سے کہ وہ یہ قرآن موجود ہو یا بخیال شیعہ امام غائب کا فرضی قرآن۔

دوم یہ کہ بلا اختلاف تمام شیعہ قرآنِ موجود کو حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کا جمع کیا ہوا اور شائع کیا ہوا مانتے ہیں اور حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو وہ دین کا دشمن اور درپے تخریبِ دین جانتے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا نے اُن کو دنیا میں ایک بڑی بادشاہت اور ایک اعلیٰ طاقت عنایت کی تھی ہر قسم کا اختیار سفید و سیاہ کا اُن کو حاصل تھا۔ پس جب ایسے با قوت اور با اختیار کامل دشمنِ دین کے ہاتھ سے دین کی وہ کتاب ملے جس پر دین کی بنیاد ہے تو کیوں کر یقین ہو سکتا ہے کہ اُس دشمن کے تصرف سے محفوظ ہو گی اور جب یہ یقین نہ ہو سکا تو اِس پر ایمان کیونکر ممکن ہے۔ اب رہا یہ کہ گو دشمنِ دین کے ہاتھ سے یہ قرآن ملا مگر چونکہ ائمہ نے تصدیق کر دی ہے کہ اُس دشمن نے کوئی کمی بیشی کسی قسم کا تغیر و تبدّل اُس میں نہیں کیا اِس وجہ سے قرآن پر ایمان حاصل ہوا تو ایسی کوئی تصدیق کسی امام کی کتبِ شیعہ میں موجود نہیں ہے۔

سوم یہ کہ شیعوں کی معتبر کتابوں میں ائمہ معصومین سے قرآن میں پانچ قسم کی تحریف کی روایات موجود ہیں۔ کمی[1]۔ بیشی[2]، تبدلِ الفاظ[3]۔ تبدلِ حروف[4] خرابی ترتیب[5] اور ان روایات کے ساتھ علمائے شیعہ کے یہ تین اقرار بھی موجود ہیں ایک اقرار یہ کہ یہ روایات متواتر ہیں زائد از دو ہزار ہیں مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں ہیں دوسرا اقرار یہ کہ یہ روایات تحریفِ قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں تیسرا اقرار یہ کہ انہیں روایات کے مطابق شیعہ تحریفِ قرآن کے معتقد ہیں۔

ان تینوں باتوں کا ثبوت اپنی کتابوں سے دیکھنا ہو تو کم سے کم "مناظرہ امروہہ" اور "تنبیہ الحائرین" کا مطالعہ کیجیے کیوں مولوی اعجاز حسن صاحب اب بھی آپ کو

معلوم ہوا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر کیوں نہیں ہو سکتا کتب شیعہ میں جو زائد از دو ہزار روایتیں تحریف قرآن کی ہیں ایسی صاف اور صریح ہیں کہ ان کے دیکھنے کے بعد ایک ناواقف شخص کو حیرت ہوتی ہے اور پھر ان روایتوں کے بعد جو شیعہ اپنے کو منکر تحریف کہتے ہیں یا اہل سنت کی روایاتِ نسخ و اختلافِ قرأت کو اپنی روایات کا مماثل کہتے ہیں تو حیرت بالائے حیرت ہی ہے،

جو روایات "تنبیہ الحائرین" وغیرہ میں درج ہیں ان کے بعض فقرات ملاحظہ ہوں:-

(۱) مخلوقِ خدا کو گمراہ کرنے کی غرض سے منافقین (خلفائے ثلاثہ) نے قرآن میں وہ باتیں درج کر دیں جو اللہ تعالیٰ نے نہ فرمائی تھیں

(۲) وہ باتیں درج کیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم کریں۔

(۳) قرآن میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوتی ہے وہ بھی ملحدین (خلفائے ثلاثہ) کی افترا کردہ ہے

(۴) قرآن میں ان عبارتوں کا اضافہ کیا جن کا خلاف فصاحت و بلاغت ہونا بدیہی ہے۔

(۵) اگر میں تجھے وہ تمام مقامات بیان کروں جہاں کمی کی گئی اور تحریف کی گئی اور بدلا گیا تو طول ہوگا اور تقیہ جس بات کے ظاہر کرنے کو منع کرتا ہے وہ

(۶) اگر قرآن کمی بیشی سے محفوظ رہتا تو ہمارا حق کسی ہوشمند پر مخفی نہ رہتا۔

---

(۱) انّھم اثبتوا فی الکتٰب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ، (۲) وتضمینہ من تلقائھم ما یقیمون بہ دعائم کفرھم (۳) والّذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہ من فِریۃِ الملحدین، (۴) زادوا فیہ ما ظھر تناکرہ وتنافرہ۔ (۵) ولو شرحتُ لك کلّ ما اُسقط وحُرّف وبدّل لطال وظہر ما تحظر التقیّۃ اظہارہ۔ (۶) لو لا انہ زید فی القراٰن ونُقص ما خفی حقّنا علی ذی حجیٰ۔

ہ سب سے بڑا اور اصل خسارہ تقیہ سے محرومی ہے نہ کہ قرآن کی تکذیب۔ (توہین)۔ (از ادارہ)

(۱۰) **بدایونی:** ملاجی تم بڑے غدّار ہو کہ جھوٹی باتیں اڑایا کرتے ہو شرم کرو۔

جواب

کافروں نے پیغمبروں کو اسی قسم کی گستاخانہ باتیں کہی تھیں جو آج تم ایک عالم اسلام کی شان میں استعمال کرتے ہو۔ خیر تم نے تو صرف بے وجہ اور بے ثبوت بات کہدی مگر ہم سے سنو غدّار وہ ہیں جن کے مذہب میں جھوٹ بولنا اعلیٰ عبادت اعلیٰ ترین فرض ہے۔ دین کے ۹/۱۰ حصہ جھوٹ بولنے میں ہیں جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے جن کے ائمہ کا یہ بیان ہے کہ ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین تقیہ یعنی جھوٹ بولنا ہے[۱]۔ غدّار وہ ہیں جن کے اسلاف نے خود ائمہ کے سامنے اقرار کیا کہ جو لوگ تمہاری امامت کے ماننے والے ہیں ان میں نہ امانت ہے، نہ سچائی نہ وفا[۲]۔

غدّار وہ ہیں جن کے اسلاف نے حضرت امام حسینؓ کو دغا سے کوفہ بلا کر شہید کیا اور پھر کئی بار یہ اقرار کیا کہ امام حسینؓ پر جو مصیبت آئی ہماری بیوفائی سے آئی۔ مجالس المومنین کی یہ عبارت قابل دید ہے کہ "بعد[۴] از آنکہ امام حسینؓ را طلب داشتیم تیغ بر روی او کشیدیم تا از بیوفائی ما رسید آنچہ باو رسید"

غدّار وہ ہیں جن کے اسلاف کو امام زین العابدینؓ نے کربلا سے چلتے وقت اَیُّھَا[۵] الْغَدَرَۃُ الْمَکَرَۃُ کہا[۳]۔ مولوی اعجاز حسن صاحب ابھی غدّاروں کا پتہ میں خود آپ ہی کی کتابوں سے آپ کو اور بہت کچھ بتلاتا مگر طول کے خیال سے صرف اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں آئندہ انشاءاللہ دیکھا جائے گا۔

---

[۱] اصول کافی ص۴۸۲ [۲] اصول کافی ص۲۳۷ [۳] احتجاج طبرسی۔ [۴] پھر جب امام حسینؓ کو ہم نے بلایا تو ان کے سامنے تلوار نکالی یہاں تک کہ ہماری بیوفائی سے جو کچھ انہیں پہنچنا تھا وہ پہنچ گیا۔ [۵] اے غدارو اور مکارو۔

⑪ **بدایونی :** ان ہی بیہودہ حرکتوں سے تم کو علمائے اہل سنّت نے کافر بنایا ہے مگر تم کو حیا نہیں آتی اور چلو بھر پانی میں ڈوب نہیں مرتے ۔

جواب

اچھا پھر آپ کو کیا۔ چند بے ضمیروں کا اشتہار جس میں آپ کا ہاتھ کام کر رہا ہے اس پر آپ کو اس قدر ناز کیوں۔ پھر اُس اشتہار میں بھی کافر کا لفظ نہیں۔ بالفرض بعض حضرات نے اگر ایسا کیا تو اختلافِ مسلک کے سبب سے لیکن آپ اپنے قبلہ حائری صاحب کو دیکھیے کہ اُن کو خود اُن ہی کے ہموطن یعنی لاہوری شیعوں نے بغیر اختلافِ مسلک کیا کچھ نہیں لکھا، جعلی مجتہد، مکّار، بدمذہب، بے علم وغیرہ وغیرہ [۱]

⑫ **بدایونی :** قصہ پاک ہو۔

جواب

اس لفظ سے اُس عداوت کا پتہ چلتا ہے جو تمہارے دلوں میں حضرتِ ممدوح سے ہے تم اُن کی حیاتِ طیّبہ کو اپنے لئے مصیبت سمجھتے ہو اور عورتوں کی طرح کوستے ہو۔ اس کے جواب میں ہم وہی آیت پڑھتے ہیں کہ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۔

⑬ **بدایونی :** اور سنو تم کون سے قرآن کو غیر مخلوق اور قدیم کہتے ہو اور تمہارے بھائی بند بعض حنابلہ کس قرآن کی جلد و غلاف کو قدیم بتاتے ہیں ۔

جواب

اول تو اس مسئلہ کو اس مبحث سے کوئی تعلق نہیں دوسرے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مضمون نگار کو اب تک علم کلام کا یہ مشہور مسئلہ

---

[۱] دیکھیے اخبار ذوالفقار لاہور [۲] تمہیں تمہاری جلن کھا لے ۔

بھی معلوم نہیں، سنیئے ہم اس قرآن کو غیر مخلوق و قدیم کہتے ہیں جو خدا کا کلام ہے کیوں کہ وہ خدا کی صفت ہے ہر کلام اپنے متکلم کی صفت ہوتا ہے اور خدا کی ذات جس طرح قدیم ہے اسیطرح اس کی صفات بھی قدیم ہیں۔ باقی رہا یہ کہ ہم جو تلاوت قرآن کی کرتے ہیں یہ ہمارے الفاظ ہیں جن کے ذریعہ سے اصل کلام الٰہی کی حکایت ہوتی ہے تو ہم اپنے الفاظ تلاوت کو قدیم نہیں کہتے اور جلد و غلاف کیا معنی ان نقوش کو بھی قدیم نہیں کہتے جو قرآن پر دلالت کرتے ہیں خواہ وہ نقوش آج لکھے جائیں یا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہوئے ہوں۔

(۴) **بدایونی:** تعدد قدماء کا عقیدہ رکھنے والو سمجھ کر جواب دینا مشرکو ایمان لگنی کہنا پس اگر عہد رسول والا قرآن غیر مخلوق ہے جو مجموع و مجلد نہ تھا تو اس کا وجود صفحہ ہستی سے غائب ہے اور اگر یہ قرآن مقصود ہے تو اس کے خالق جناب عثمانؓ ہیں تو پھر کیسے قدیم ہو سکتا ہے۔

جواب

استغفر اللہ تعدد قدماء کیسا خدا کی صفات کو قدیم کہا گیا ہے نہ کسی اور چیز کو۔ آپ اپنی خیر لیجیئے کہ معتزلہ کی زلہ ربائی کر کے آپ لوگوں نے صفات کا انکار کر دیا۔ لہذا منکر صفات ہو کر ہم کو تعدد قدماء کا قائل کہتے ہو شرم کرو پھر اپنا یہ عقیدہ تو دیکھو کہ تم تعدد خالق کے قائل ہو خدا کے سوا لاتعداد بے شمار خالق مانتے ہو بندوں کو اپنے افعال کا خالق کہتے ہو چنانچہ چند سطر کے بعد تم نے حضرت عثمانؓ کو قرآن کا خالق کہا ہے جس سے علاوہ گمراہی کے تمہاری لاعلمی کیا جہالت ٹپک رہی ہے: تمہارے مذہب کی رو سے حضرت عثمانؓ اگر خالق ہوں گے تو اس قرآن کے جو انہوں نے لکھا تھا لہذا ان کاتبوں اور پریس مینوں کو خالق قرآن کہنا چاہیئے استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

عبارت دُرِّ نجف ۵

سنو رسولؐ کی رحلت کے بعد جناب ابوبکر نے زید بن ثابت سے قرآن جمع کرایا تھا[1]۔ زید نے صرف آیات کو جمع کیا تھا سورے مرتب نہ کئے تھے[2]۔ زید نے ہر ایک آیت دو عادلوں کی گواہی سے لکھی تھی مگر سورہ توبہ کی آخری آیات صرف خزیمہ کے پاس ملی تھیں[3]۔ کیوں مُلّاجی صرف خزیمہ کے پاس ان آیتوں کا ملنا اور کسی صحابی کے پاس موجود نہ ہونا قرآن کے عدم تواتر کے لئے دلیل نہیں ہوسکتا۔ زید حضرت عمر کے نزدیک معتمد نہ تھے[4]۔ عمر صاحب نے زید پر قرآن میں کمی اور زیادتی کا جُرم لگایا تھا[5]۔ جب ہی تو عمر صاحب نے سالہا سال اصحاب سے مناظرہ کر کے قرآن کی تصحیح فرمائی۔ غلط چیزوں کو اس میں سے چھانٹا تھا[6]۔ افسوس میاں زید کی محنت برباد ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ کا قرآن غلط ثابت ہوا جس کی ہر ایک آیت دو عادلوں کی گواہی سے لکھی گئی تھی۔ اس میں فضول بھرتی ثابت ہونے سے عدل صحابہ اور ایمان صحابہ کیسا تو حضرت ابوبکر کا ایمان رخصت ہوا کہ یہ سب کے سب غلط قرآن پر ایمان رکھتے تھے۔ اور بتلائیے قرآن کی تصحیح ختم ہوتے تک جناب عمر کا کون سے قرآن پر ایمان رہا تھا۔ سمجھکر جواب عنایت ہو خیر لے دے کے صحیح قرآن مہیا ہوگیا۔ مگر صرف آیات مرتب ہوئی تھیں کہ دور عثمانی شروع ہوگیا۔ آپ کو بھی جامع القرآن ہونے کی ہوس ہوئی۔ آپ نے زید جیسے نامعتمد آدمی کو یہ خدمت عطا فرمائی ہاں چند بنی امیہ زید

[1] فتح الباری [2] فیض الباری [3] اتقان وغیرہ [4] اتقان [5] کنز العمال [6] ازالۃ الخفاء۔

کے مددگار بنا دیئے گئے لیجئے خلافت سیرت شیخین نے قرآنی حلیہ بدلا کر سورے بھی مرتب ہو گئے اور صرف قریش کے محاورات میں قرآن لکھا گیا باقی چھ زبانوں کے محاورے اس میں سے چھانٹے گئے۔ نہ معلوم جناب عثمان کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا تھا کہ خدا تو قرآن کو سات زبانوں میں نازل فرمائے رسول اللہ اور حضرت ابوبکر و عمر نے شانِ نزولی کا لحاظ رکھا مگر آپ نے ایجاد بندہ فرمائی۔ اب بتاؤ اصلی قرآن کہاں محفوظ رہا سات زبانوں میں قرآن کا اترنا اور جناب عثمان کا صرف زبانِ قریش میں لکھوانے کا تذکرہ فتح الباری وغیرہ میں موجود ہے اب ایمان عثمانی کے متعلق فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے۔ اب قرآن موجودہ کی ترتیب آیات و سُور کی ترتیب ملاحظہ ہو۔ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے سورۂ اقرأ نازل ہوئی تھی، مگر اب تو دیکھو وہ کہاں ہے آیات کی بے ڈھنگی ملاحظہ ہو کہ قاعدہ سے اول منسوخ ہونا چاہیئے پھر ناسخ مگر قرآن میں اول ناسخ ہے نہ کہ منسوخ۔ ثبوت کے لئے دیکھو دوسرے پارہ کا چودھواں رکوع اس میں عدتِ وفات کی آیت موجود ہے جس سے عدت وفات کی مدت چار ماہ دس روز ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد والے رکوع میں آیتِ منسوخہ دیکھ لو جس سے عدت وفات کی مدت ایک سال معلوم ہوتی ہے۔ منسوخ کے مؤخر ہونے کے علاوہ یہ دوسری آیت بالکل بے ربط مقام میں لکھی گئی ہے۔ جیسے آیۂ تطہیر ازواجِ نبیؐ کے تذکرہ میں ٹھونس دی گئی ہے۔

آیت تطہیر ازواج نبی کے تذکرہ میں ٹھونس دی گئی ہے۔

اور سنو بارہویں پارہ کے چوتھے رکوع میں طوفانِ نوح کا قصہ
عجیب عنوان میں لکھا گیا ہے جس سے جامع قرآن کی جہالت کا طوفانِ
بے تمیزی اُبلتا ہے۔ پسرِ نوحؑ ڈوب چکا، پانی کم ہو چکا کشتی نوحؑ کو
جُودی پر ٹھہر چکی۔ قصہ پاک ہو چکا۔ لیکن جنابِ نوحؑ کی دعا چلی، رَبِّ
اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ یعنی اے میرے پروردگار میرا بیٹا میرے
اہل میں سے ہے (اسے بچا دے کہ) تیرا وعدہ سچا ہے۔ ناظرین غور کیجئے
کہ غرق ہونے کے بعد دعا مانگنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ کیوں میاں
عبدالشکور سچ کہنا یہی ترتیب مطابق لوحِ محفوظ ہے۔ کیا یہی بے
ڈھنگی ترتیب توقیفی ہے، ایسی ہی اوندھی ترتیب کی حفاظت
کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے کیا اسی ترتیب پر آپ کا اور جامع القرآن
کا ایمان ہے۔ بھئی اب بھی کہہ دو کہ ترتیب الٹا تحریف نہیں ہے
اور اپنی جھوٹی بکواس سے توبہ کر لو۔ آئندہ کبھی شیعوں کو کافر نہ بتائیے گا
ورنہ تمہارا تھوک تمہارے منہ پر آئے گا۔

جوابات

واقعہ جمع و ترتیب قرآن ہم اوپر بحوالہ روایاتِ معتبرہ بیان کر چکے کہ
کتابتِ قرآن اور ترتیبِ آیات کا کام بلا اختلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں ہو چکا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ یا حضرت عثمانؓ کا مقصود صرف
یہ تھا کہ خلافت کے اہتمام سے صحیح نسخے قرآن شریف کے لکھوا کر شائع کئے جائیں

متن میں کتابت کی غلطی نہ رہنے پائے تاکہ وہ نسخے آئندہ نقول کے لئے اصل قرار پائیں بس صرف یہ مقصود تھا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے جو ذیل باتیں آپ نے لکھی ہیں وہ بے بنیاد ہیں اگر آپ اصل روایات نقل کرتے تو اصل حقیقت کھل جاتی۔

(۱) **بدایونی :** عمرؓ صاحب نے زید پر قرآن میں کمی زیادتی کا جرم لگایا تھا۔

جواب

بالکل جھوٹ۔ کنز العمال کی اصل روایت مع سند نقل کیجئے اور راویوں کی توثیق کتبِ رجال سے ثابت کیجئے۔ ودونہ خرط القتاد

(۲) **بدایونی :** جب ہی تو عمر صاحب نے سالہا سال اصحاب سے مناظرہ کر کے قرآن کی تصحیح فرمائی۔

جواب

قرآن کی تصحیح آج بھی ہوتی رہتی ہے کتابت کی اغلاط آج بھی درست کی جاتی ہیں یہ کون سی نئی بات ہوئی۔

(۳) **بدایونی :** اس میں فضول بھرتی ثابت ہونے سے

جواب

یہ آپ کا طبع زاد مضمون ہے کسی روایت میں آپ نہیں دکھا سکتے کہ اس قرآن میں کوئی مضمون طبع زاد تھا۔

(۴) **بدایونی :** عدلِ صحابہؓ اور ایمان صحابہؓ کے ساتھ ابوبکر کا ایمان بھی رخصت ہوا کہ یہ سب غلط قرآن پر ایمان رکھتے تھے۔

جواب

صحابہؓ کی عدالت اور اس کا ایمان تو چند سفہائے کے کہنے سے کیا رخصت ہوتا البتہ اس ناپاک عقیدہ کے باعث آپ کو اپنا ایمان قرآن شریف پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ثابت کرنا محال ہوگیا کہ اب اولین و آخرین بھی مل کر ثابت نہیں کر سکتے صاحب الغار بھی اپنی پوری طاقت ختم کر کے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

⑤ **بدایونی**: اور بتلائیے قرآن کی تصحیح ختم ہونے تک جناب عمر کا کونسے قرآن پر ایمان رہا تھا سمجھ کر جواب عنایت ہو۔ خیر لے دے کے صحیح قرآن یہیا ہو گیا۔

جواب

آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے لکھوائے ہوئے قرآن کی تصحیح جبتک ختم نہ ہوئی تھی قرآن کا وجود ہی دنیا میں نہ تھا۔ نہ سینوں میں نہ سفینوں میں۔ نعوذ باللہ ارے عقلمند قرآن شریف کے بیشمار نسخہ اُس وقت موجود تھے اور ہر زمانہ میں موجود رہے۔ حفاظِ قرآن کی تعداد اُس وقت بھی حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی تھی جیسا کہ آج ہے۔ لہذا جس قرآن پر ہمارا ایمان ہے اُسی پر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان بھی اُسی پر تھا۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط۔

⑥ **بدایونی**: مگر صرف آیات مرتب ہوئی تھیں کہ دورِ عثمانی شروع ہو گیا۔ آپ کو بھی جامع القرآن ہونے کی ہوس ہوئی۔

جواب

ہم اوپر ثابت کر چکے کہ ترتیبِ آیات بلا اختلاف خود شارعؑ کی دی ہوئی ہے۔

⑦ **بدایونی:** آپ نے زید جیسے نامعتمد آدمی کو یہ خدمت عطا فرمائی ، ہاں چند بنی امیہ زید کے مددگار بنا دیے گئے ، لیجئے خلافت سیرت شیخین قرآنی حلیہ بدل کر سورتیں بھی مرتب ہو گئیں۔

جواب

صحابہ کرامؓ کو نامعتمد سمجھتے ہی کا نتیجہ ہے کہ آج زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہو اور پھر بھی شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ثابت نہیں کر سکتے ہو اور یہ بھی غلط ہے کہ صرف حضرت زید یا چند بنی امیہ اس کام پر مامور تھے نہیں بلکہ تمام صحابہؓ کی جمہوری قوت اس میں شریک تھی چنانچہ خود حضرت علیؓ سے اس کے متعلق روایت "اتقان" میں موجود ہے۔

⑧ **بدایونی:** نہ معلوم جناب عثمان کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا تھا کہ خدا تو قرآن کو سات زبانوں میں نازل فرمائے رسول اللہ نے، حضرت ابوبکر و عمر نے شان نزولی کا لحاظ رکھا مگر آپ نے ایجاد بندہ فرمائی۔ اب بتاؤ اصلی قرآن کہاں محفوظ رہا۔

جواب

یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہے جبکہ ہم ثابت کر چکے کہ قرآن کی ترتیب اور قرأت وغیرہ بلا اختلاف اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور تمام صحابہؓ کا درس اسی پر تھا۔

⑨ **بدایونی:** تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے سورۃ "اقرأ" نازل ہوئی تھی مگر اب تو دیکھو وہ کہاں ہے۔

جواب

یہ اعتراضات تو اس وقت زیبا تھے جب ہم کہتے کہ یہ ترتیب مطابق نزول ہے۔ اور جب کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ترتیب جبرئیل امین کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے عین مطابق ہے۔ اور اس کو ہم روایاتِ صحیحہ سے ثابت

کر چکے تو یہ اعتراضات بالکل فضول ہیں اور ذرا عقل سے کام لیا جائے تو عقل بھی بتلاتی ہے کہ خلافِ نزول ترتیب جس سے کوئی فائدہ بھی کسی کا نہ ہوسوا اس کے کہ شارع ؑ کے حکم سے مانی جائے اور کس سبب ہو سکتی ہے۔ مثلاً سورۃ اقرأ سورۃ بقرہ سے پہلے ہو جاتی تو کسی کا کیا نقصان تھا اور پیچھے ہو گئی تو کسی کا کیا فائدہ ہوا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترتیب کسی نے اپنی مصلحت یا منفعت کے لئے نہیں دی۔ بلکہ جو کچھ ہوا شارع ؑ کے حکم سے ہوا۔

(۱۰) **بدالونی:** آیات کی بیڈھنگی ملاحظہ ہو کہ قاعدہ سے اول منسوخ ہونا چاہیے پھر ناسخ مگر قرآن میں اول ناسخ ہے

قرآنی آیات بیڑھنگی ہیں۔

جواب

نعوذ باللہ منہ۔ کیا ایسی صریح بے ادبی کے بعد بھی قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا دعویٰ ہو سکتا ہے اولاً تو یہ قاعدہ کس کا بنایا ہوا ہے کہ منسوخ پہلے ذکر کیا جائے ناسخ بعد میں۔ ہاں ترتیب اگر نزول کے مطابق ہوتی تو اس قاعدہ کی پابندی ضروری ہوتی ثانیاً بعض اقوال مفسّرین کے یہ بھی ہیں کہ حول والی آیت منسوخ نہیں۔ اب بھی اس کا حکم جاری ہے جیسا کہ مجاہد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ چار مہینہ دس دن کی عدّت تو عورت پر لازم ہے مگر مرد پر ایک سال کی وصیت کرنا ضروری ہے اور مفسّرین کا قول ہے کہ حول والی آیت جس میں وصیت کا حکم ہے آیتِ میراث سے منسوخ ہوئی ہے نہ چار مہینے دس دن والی آیت سے، چنانچہ عطا سے بھی منقول ہے۔ رہا بے ربطی کا اعتراض وہ علم قرآن نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ مضامین قرآنیہ میں اُس خاص رنگ کی ترتیب کا تلاش کرنا جو متاخرین مصنفین کے مذاق کے موافق ہو البتہ عبث ہے۔

(۱۱) **بدایونی:** جیسے آیۂ تطہیر ازواج نبی کے تذکرہ میں **ٹھونس** دی گئی ہے

جواب

اب آپ اپنے مطلب پر آئے، ساری تمہید اسی لئے تھی۔ اچھا بتائیے آیۂ تطہیر میں کیا بے ربطی ہے۔ آیۂ مذکورہ ازواج مطہرات کے متعلق ہی لہذا اُس کو ازواج کے تذکرہ میں ہونا ہی چاہئے۔ جو لوگ آیۂ تطہیر کو ازواج مطہرات سے متعلق نہیں مانتے کلام الٰہی کے بے ربط کرنے کا الزام اُن پر ہے نہ کلام الٰہی پر تفسیر آیۂ تطہیر معنّفہ بدر النجم "دیکھئے تو آپ کی آنکھیں کھلیں بیس[1] سال ہو چکے لیکن اب تک آپ کے کسی قبلہ سے اس کا جواب نہ ہو سکا۔

(۱۲) **بدایونی:** اور سنو بارہویں پارہ کے چوتھے رکوع میں طوفان نوح کا قصہ عجیب عنوان میں لکھا گیا ہے جس سے جامع قرآن کی **جہالت کا طوفان بے تمیزی** ابلتا ہے۔

جواب

اوّل تو قرآن شریف میں قصص کو ترتیب وار بیان کرنے کا التزام نہیں کیونکہ قرآن کوئی تاریخ یا سیرت کی کتاب نہیں ہے۔ ثانیاً ونادیٰ میں لفظ واو ہے جو ترتیب پر دلالت نہیں کرتا۔ ثالثاً بعد غرق ہی کے دُعا مانگی ہو تو کیا قباحت ہے۔ آپ کے مذہب میں احیائے موتی پر خدا کو قدرت نہ ہوگی مگر حضرت نوحؑ اور تمام انبیا علیہم السّلام احیائے موتی کو خدا کی قدرت میں داخل مانتے ہیں۔

[1] اب تو تقریباً ساٹھ سال ہو چکے۔

(۱۴) **بدایونی:** کیا یہی **بیڈھنگی** ترتیب توقیفی ہے کیا اسی اوندھی ترتیب کی حفاظت کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے کیا اسی ترتیب پر آپ کا اور جامع القرآن کا ایمان ہے۔

جواب

ہاں یہی ترتیب مطابق لوحِ محفوظ اور خدا کی موعود ہے اس کو بیڈھنگی یا اوندھی کہنا بے ایمانی و لاعلمی کی دلیل ہے، دو مثالیں آپ نے بیڈھنگی ترتیب کی دی تھیں دونوں کا جواب ہم دے چکے۔

ف قرآنی ترتیب بیڈھنگی اور اوندھی ہے۔

(۱۴) **بدایونی:** بھئی اب بھی کہدو کہ ترتیب الٹنا تحریف نہیں ہے اور اپنی **جھوٹی بکواس** سے توبہ کرلو۔

جواب

سبحان اللہ بدیہیات کے خلاف کہنا انہیں لوگوں کا شیوہ ہے ذرا کسی کلام کو لے لیجئے، خواہ گلستاں کی ایک حکایت ہی سہی اس کے فقرات کو الٹے پلٹ کر دیکھئے مفہوم کلام اور مرادِ مصنف میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے یا نہیں ضرور پیدا ہوگی پھر کیسے کہا جائے کہ یہ تحریف نہیں ہے، یقیناً اگر قرآن شریف میں آیات کی ترتیب کا الٹنا پلٹنا مان لیا جائے تو سارا قرآن مشکوک و بیکار ہو جائیگا کہ نہ معلوم اصلی ترتیب کیا تھی اور اس وقت مفہوم کلام کیا تھا۔ اچھا بالفرض کسی نے انصاف و عقل کو بالائے طاق رکھکر آپ کی خاطر سے کہدیا کہ ترتیب کا الٹنا پلٹنا تحریف نہیں تو آپ کو کیا فائدہ ملیگا شیعہ تو صرف خرابی ترتیب کے قائل نہیں بلکہ

قرآن میں کمی بیشی تبدلِ الفاظ، تبدلِ حروف کے بھی قائل ہیں اور عقیدۂ تحریف کے علاوہ دو وجہیں اور بھی تو ہیں جن سے اُن کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے۔

(۱۵) **بدایونی:** آئندہ کبھی شیعوں کو کافر نہ بنائیے گا۔ ورنہ تمہارا تھوک تمہارے منہ پر آئیگا۔

جواب

ہرگز علامہ موصوف نے کافر نہیں بنایا انہوں نے تو آپ کا مذہب دنیا کے سامنے رکھدیا ہے اب آپ کا مذہب تم کو جو کچھ قرار دے تم وہی ہو تمہارا ہی تھوک تمہارے منہ پر آرہا ہے۔ اگر واقعی تم کو کفر بُرا معلوم ہوتا ہے تو سُنّیوں کی طرح قرآن پر ایمان لے آیئے جس مذہب نے زائد از دو ہزار روایات تحریف تصنیف کر کے اُن کو ہم پلہ روایات امامت کا بنا دیا اس مذہب کو ترک کرو اور راویانِ قرآن کی عظمت و تقدس کا اعتقاد پیدا کرو مگر یہ تم سے نہ ہوگا آخر تم انہیں کے مقتدی ہو جن کا حال اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ[1]۔

عبارت دُرِّ نجف ۶

اب ہم خوب سمجھتے ہیں کہ تم اس قرآن کی ترتیب کو توفیقی بتا کر ازواج نبی کا پلندا چادرِ تطہیر میں لپیٹنا چاہتے ہو مگر "این خیال است و محال است و جنوں"۔ ہاں اگر قرآن میں ازواج

[1] ترجمہ:۔ اور جب کہا جاتا ہے ان (منافقین) سے ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح بیوقوف ایمان لائے؟۔

نبیؐ کے لئے اِنِ اتَّقَیْتُنَّ کی شرط اور وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کا حکم اور لَا تَبَرَّجْنَ کا ہنٹر، اِنْ طَلَّقَکُنَّ کی وعید، لَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا کی چھری نہ ہوتی۔ اگر زوجہ نبیؐ خلاف حکم خدا گھر سے نہ نکلتی۔ جواب کے کتّے اس پر نہ بھونکتے۔ نفس رسولؐ سے جنگ کر کے خدا اور رسولؐ سے نہ لڑی ہوتی۔ مادرِ نامہربان اپنے فرزندوں کے گلے کٹوا کر ڈائن ماں نہ بنی ہوتی تو آیہ تطہیر کا شان نزول ازواج نبی ہو جاتیں، لہذا اب تمہاری کوشش فضول اور سعی نامشکور ہے۔ کیوں مولوی صاحب یہ تو فرمایئے کہ آپ کے رہبر کامل حضرت عمر صاحب نے رسول اللہ کے برخلاف حَسْبُنَا کِتٰبُ اللّٰہِ، کونسی کتاب کے لئے فرمایا تھا۔ اگر وہ محفوظ ہے، اگر اس پر تمہارا ایمان ہے۔ تو دکھاؤ۔ شیعو! میں آپ کے سامنے حَسْبُنَا کِتٰبُ اللّٰہِ کی نئی توجیہ پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔ اگر یہ فقرہ اس لئے ارشاد ہوا تھا کہ تجہیز و دفن رسولؐ میں شرکت نہ کرنے کا الزام آپ پر قائم نہ ہو سکے، کیونکہ کتاب اللہ میں امورِ مذکورہ کا تذکرہ کہیں نہیں ہے۔ اور اگر اس زمانہ کے قرآن میں یہ احکام تھے تو قرآن میں تحریف ہو گئی ہے بہرطور تمام وہابیوں کو عمر صاحب کی اقتدا لازم ہے کہ اپنے مُردے دفن نہ کیا کریں۔ اچھا ہے چیل کوّے وغیرہ

ف: حضرت فاطمہؓ کے لئے مادرِ نامہربان ڈائن وغیرہ کے الفاظ

اُن کو دُعا دیتے رہیں گے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی
(الرَّاقِمُ الحاج محمّد اعجاز حسن بدایونی)

جوابات

① **بدایونی:** ہم خوب سمجھتے ہیں کہ تم اس قرآن کی ترتیب کو توقیفی بنا کر ازواج نبی کا پلندا چادر تطہیر میں لپیٹنا چاہتے ہو مگر
ع این خیال است و محال است و جنوں۔

جواب

اس عبارت میں کس قدر گستاخی کے الفاظ ازواجِ مطہرات کی شان میں ہیں جنہیں دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اپنے نبی حبیب کی طرف سے انتقام لینے کو خدا کافی ہے۔ پلندا ہنٹر چھری۔ مادرِ نامہربان۔ ڈائن وغیرہ الفاظ اُن کی شان میں ہیں جن کو خدا نے لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ نبیؐ کی بیبیاں ایمان والوں کی ماں ہیں جن کو فرمایا وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی تمہارے مثل کوئی عورت نہیں۔ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ روئے زمین پر کوئی عورت آغازِ آفرینش سے قیامت تک ازواج نبیؐ کی ہم رتبہ نہیں پیدا کی گئی نہ پیدا کی جائیگی اور اِنِ اتَّقَیْتُنَّ کی شرط جو لگائی گئی تو خود آیاتِ قرآنی بتلا رہی ہیں کہ اُن میں یہ شرط یعنی صفتِ تقویٰ موجود تھی ورنہ نبیؐ ضرور اُن کو طلاق دیدیتے خدا نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا (یعنی اے نبی.... اپنی بیویوں سے کہدیجئے کہ تم اگر زندگی دنیا اور اُس کی زینت کی طالب ہو تو آؤ میں تم کو

مال دوں اور اچھی طرح رخصت کردوں) اس آیت کے نزول کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو طلاق نہ دی، اس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ طالبِ دنیا نہیں، صفتِ تقویٰ کے ساتھ موصوف تھیں۔ ازواج نبیؐ کو مطلقاً گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت قرآن شریف میں نہیں ہے بلکہ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ فرمایا ہے یعنی زمانہ جاہلیت کی طرح بے پردہ نہ نکلو۔ ورنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج میں اور غزوات میں ازواجِ مطہرات کو اپنے ساتھ نہ لیجاتے۔

حوأب کے کتوں کے بھونکنے کا قصہ چنداں قابلِ اعتبار نہیں پھر اس روایت میں الفاظ مذمت کے بھی نہیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا حضرت علیؓ سے لڑنا اول تو بالقصد تھا محض دھوکہ میں بلا ارادہ لڑائی ہوگئی۔ دوسرے نفسِ رسولؐ سے لڑنا کیا معنی۔ حضرت علیؓ کو نفسِ رسولؐ کہنا اگر صحیح بھی ہو تو یقیناً معنی حقیقی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر وہ حقیقتہً نفسِ رسولؐ ہوتے تو حضرت فاطمہؓ کا نکاح اُن سے کیونکر صحیح ہوتا۔ اس لڑائی کے واقعہ میں اگر علمائے اہلسنت کی تحقیقات سے آنکھ بند کر کے کسی فریق کو الزام دیا جائے تو سب سے بڑا الزام حضرت علیؓ پر آئیگا کہ وہ اپنی ماں سے لڑے اور ماں بھی وہ جس کو قرآن نے ماں قرار دیا۔

ف: اگر حضرت علیؓ نفسِ رسولؐ تھے تو حضرت فاطمہؓ کا نکاح ان سے کس طرح ہوا۔

(۲) **بدایونی**: لہذا اب تمہاری کوشش فضول اور سعی نامشکور ہے الخ

جواب

ہر دشمن اسی طرح کہتا ہے مگر یاد رہے سعی نامشکور اُن کی ہے جو قرآن کریم کو مشکوک بنانے کے درپے ہیں جو نورِ خدا کو اپنی پھونک سے بجھانا چاہتے ہیں۔

(۳) **بدایونی**: کیوں مولوی صاحب یہ تو فرمایئے کہ آپکے رہبرِ کامل حضرت عمر صاحب نے رسول اللہ کے برخلاف حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ کونسی کتاب کے لئے فرمایا تھا اگر وہ محفوظ ہے اور تمہارا اس پر ایمان ہے تو دکھاؤ۔

جواب

اجی حضرت کتاب اللہ یہی قرآن شریف ہے، کتنی مرتبہ کہا جائے۔

بدایونی: شیعو میں آپ کے سامنے حسبنا کتاب اللہ کی نئی توجیہ پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو یہ فقرہ اس لئے ارشاد ہوا تھا کہ تجہیز و دفن رسول میں شرکت نہ کرنے کا الزام آپ پر قائم نہ ہو سکے۔ کیوں کہ کتاب اللہ میں امورِ مذکورہ کا تذکرہ کہیں نہیں ہے۔ اور اگر اس زمانہ کے قرآن میں یہ احکام تھے تو قرآن میں تحریف ہو گئی ہے۔ بہر طور تمام وھابیوں کو عمر صاحب کی اتباع لازم ہے کہ اپنے مردے دفن نہ کیا کریں۔ اچھا ہے چیل کوّے وغیرہ ان کو دعا دیتے رہیں گے۔

جواب

سبحان اللہ کیا عمدہ توجیہ ہے شیعہ خوب قدر کریں گے۔ ع

ہست ہر گندہ پزے را گندہ خر

اولاً حسبنا کتب اللہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حدیث رسول کی ضرورت نہیں ورنہ آیۂ قرآنی حسبنا اللہ کا مطلب یہ لینا پڑیگا کہ رسول کی حاجت نہیں، **ثانیاً** آپ لوگوں کو قرآن سے کیا تعلق آپ کو کیا خبر کہ قرآن میں کیا ہے کیا نہیں پھر آپنے کیسے حکم لگا دیا کہ قرآن سے مُردوں کا دفن کرنا ثابت نہیں سینئے اس وقت تین آیتیں لکھی جاتی ہیں فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْاَةَ اَخِيْهِ اور وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

دوسری آیت سے صرف دفن بلکہ نماز جنازہ کا بھی ثبوت ہوتا ہے۔ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ

قرآن کریم سے یہ بے تعلقی اور اجنبیت پھر اس پر یہ دلیری کہ قطعی حکم لگا دینا کہ فلان بات

قرآن میں نہیں ہے شیعوں ہی کا شیوہ ہے اس پر وہ جتنا ناز کریں بجا ہے۔

"دُرِّ نجف" کے مضمون کا جواب ہو گیا۔ ایک حرف بھی خالی از جواب نہیں چھوڑا گیا اب میں انتظار کروں گا کہ ایڈیٹر صاحب "دُرِّ نجف" یا مولوی اعجاز حسن صاحب جواب الجواب میں کیا تحریر فرماتے ہیں۔

والسلام علیٰ من اٰمن بالقرآن واتبع الھدیٰ

راقم مسکین محمد ایوب کاکوروی

شیعوں کے مایۂ ناز گیارہ سوالات کے

فیصلہ کن جوابات

مؤلف :۔ عالم جلیل حضرت مولانا عبدالسلام فاروقی لکھنوی رح

خلف ارشد : حضرت علامہ محمد عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

عالم و عامی سب ہی کے لئے اس مجموعہ کا مطالعہ ضروری اور نہایت مفید ہے اور ہر اس شخص کے پاس تو اس کا مستقلاً رہنا ضروری ہے جس کا شیعوں سے کچھ بھی واسطہ پڑتا ہو

ناشر ——— علی مطہر نقوی امروہوی

ادارہ تحفظِ ناموسِ اہلِ بیت پاکستان۔ اے ۲۱۹ بلاک سی حیدری
شمالی ناظم آباد کراچی

ادارہ کی دیگر مطبوعات

شہادت حسین۔ مؤلفہ مولانا عبدالشکور الٰہی مرزاپوری رحمۃ اللہ علیہ	قیمت	-/۳
عقد امّ کلثوم۔ مؤلفہ مولانا عبدالمومن صاحب فاروقی لکھنوی رح	؍	-/۱
بے نظیر محققانہ مضامین۔ امام اہلسنت کے چار مثالی محققانہ مضامین پر مشتمل مجموعہ	؍	-/۳

میں کیوں سُنّی ہو گیا

میں لکھنؤ محلہ وکٹوریہ گنج کا رہنے والا ہوں چند روز سے بسلسلۂ روزگار بمبئی میں مقیم ہوں سب لوگ جانتے ہیں کہ میں اثنا عشری شیعہ اور سخت متعصب شیعہ تھا میرے اعزہ اقارب حتیٰ کہ میری بیوی بچے اب تک شیعہ ہیں میں مذہب شیعہ کو اپنی نجات کا وسیلہ جانتا تھا اور ایمان و اسلام کو اسی مذہب میں منحصر سمجھتا تھا مگر تھوڑے دنوں سے مجھکو مذہبی تحقیقات کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ میرا خیال بالکل غلط تھا مذہب مذکور کی اصلی تعلیمات کا راز مجھ پر کھلا تو روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ :

(۱) شیعوں[۱] کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے

---

[۱] قرآن شریف پر ایمان نہ ہو سکنے کے دو مطلب ہیں۔ پہلا مطلب یہ کہ شیعوں کا ایمان اس بات پر بھی نہیں ہو سکتا کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت کے تمام چشم دید گواہوں یعنی صحابہ کرامؓ کو مذہب شیعہ نے جھوٹ بولنے والا اور جھوٹ پر اتفاق کرنے والا مانا ہے، شیعوں نے بخیالِ خود صحابہ کرامؓ میں دو گروہ فرض کئے ہیں ایک گروہ حضرات خلفائے ثلثہ اور ان کے ساتھیوں کا جن کی تعداد ایک لاکھ کئی ہزار تھی دوسرا حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کا جس میں گنتی کے چار پانچ آدمی تھے۔ یعنی حضرت علی، مقدادؓ، سلمانؓ، عمارؓ، ابوذرؓ۔ مذہب شیعہ یہ کہتا ہے کہ یہ دونوں گروہ جھوٹے تھے، فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے گروہ کے جھوٹ کا نام نفاق رکھا ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تمام چشم دید گواہ سب کے سب جھوٹے مان لئے گئے تو آپؐ کی نبوت و رسالت پر یقین نہیں ہو سکتا اور جب آپؐ کی نبوت و رسالت پر یقین نہیں ہو سکا تو قرآن شریف کے مُنزّل من اللہ ہونے پر کس طرح یقین ممکن ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن شریف اس وقت ہمارے پاس ہے اور ہر زمانے اور ہر وقت میں یہی قرآن شریف مسلمانوں کے پاس رہا اس قرآن شریف کی بابت شیعوں کو یہ یقین نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ یہ قرآن بغیر کسی کمی بیشی و بلا تغیر و تبدل، بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

(۲) اہل بیت رسول و آلِ نبی کی محبت کا دعویٰ تو بڑا لمبا چوڑا ہے لیکن خود کتب شیعہ میں اس قدر توہین اور برائی اہل بیت کی ہے کہ خدا کی پناہ۔

(۳) جھوٹ بولنے کو آج تک دنیا میں کسی نے اچھا نہیں سمجھا مگر یہ مذہب شیعہ ہے کہ جھوٹ بولنے کو بہت بڑی عبادت اور اعلیٰ درجہ کا فرض قرار دیتا ہے کہ ۹/۱۰ حصہ دین کے جھوٹ بولنے میں ہیں جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین اور بے ایمان ہے پیغمبر و امام و پیشوایانِ دین کا خاص شیوہ جھوٹ بولنا تھا۔

(۴) مذہب شیعہ میں خواہش پرستی اس قدر ہے کہ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسین رضی کا دو مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسن رضی کا تین مرتبہ میں حضرت علیؓ کا اور چار مرتبہ میں رسولِ خدا کا درجہ ملتا ہے اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں مجھے معلوم ہوئیں دنیوی تعلقات نے تو بہت کچھ رکاوٹیں پیدا کیں مگر اللہ تعالیٰ کے

وہی کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اس لیئے اول تو دو ہزار سے زیادہ حدیثیں ائمہ معصومین کی شیعوں کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں جن میں پانچ قسم کی تحریف موجودہ قرآن میں بیان کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی علمائے شیعہ کی یہ تصریح بھی ہے کہ ان ہی متواتر روایتوں کے مطابق شیعہ تحریفِ قرآن کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ دوسرے بالفرض اگر یہ زائد از دو ہزار روایتیں کتب شیعہ میں نہ ہوتیں تو بھی از روئے مذہب شیعہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علی الاتصال تیئیس ۲۳ برس تک نہایت طاقتور اور کامیاب دشمنانِ دین کا تسلطِ کامل دین اور اہلِ دین پر رہا اور انہوں نے دین اور اہلِ دین کے ختم کرنے میں اپنی پوری طاقت ختم کر دی۔ پس کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ دین کی کوئی چیز خصوصاً قرآن شریف جو دین کی بنیاد ہے اُن کے تصرف سے محفوظ ہو۔ پوری تفصیل اس مسئلہ کی دیکھنا ہو تو "مناظرہ امروہہ" و "مناظرہ مکریاں" و "تنبیہ الحائرین" دیکھیے۔

[۱] اس مسئلہ کی اور اس کے مابعد کے دونوں مسئلوں کی کامل توضیح بحوالہ کتب شیعہ "تنبیہ الحائرین" کے خاتمہ میں دیکھیے۔ [۲] اصول کافی۔

فضل و کرم سے محض اُسی کی مدد پر بھروسہ کر کے میں نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کر دیا اور کل بتاریخ ۲ر محرم ۱۳۴۲ھ روز پنجشنبہ بعد نمازِ عشاء مسجدِ خوجہ سنت جماعت میں میں نے اپنے سُنّی ہونے کا اعلان کر دیا اور باقاعدہ عالمِ اجل، فاضلِ اکمل حضرت مولانا محمّد عبدالشکور صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے دستِ مُبارک پر تائب ہو گیا۔ لیکن اب بھی میں اعلان دیتا ہوں کہ اگر کوئی مجتہد صاحب شیعہ مذہب کے حضرت مولانا ممدوح کے سامنے اور زیادہ نہیں صرف یہ ثابت کر دیں کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ہو سکتا ہے تو قسم ہے پروردگار کی میں پھر شیعہ ہونے کے لئے آمادہ ہوں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل

راقم خاکسار مرزا منے خاں حنفی تارک مذہب شیعہ

حاشیہ متعلقہ صہ۸

اگر فی الواقع چھان بین کی جائے تو یہ نظریاتی سرزمین (پاکستان) جس کا نفس وجود ہی صرف والہانہ تعلق بالقرآن اور عقیدۂ ختم نبوت کا مرہونِ منت ہے۔ اس مخالف قرآن مجید اور بطفیل متعہ شریف فی الجنّت درجہ حسین وعلی کا مژدہ سنانے والی ترغیب دہ "اصول کافی" نیز "احتجاج طبرسی" اور "استقصاء الافحام" جیسی کتب سے پاک نہ نکلے گی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ تینوں خلاف قرآن کتب یہاں شیعوں کے دینی مدارس میں شاملِ درس ہوں بلکہ امہات الکتب ہوں جبکہ ایسا ہونا اس نظریاتی مملکت کیلئے تو خصوصًا باعث شرم ہے اور ہماری قومی ذلت، رسوائی اور دائمی غضب الٰہی ہے۔ اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ۔

نوٹ از ادارہ

نواب محسن الملک، مولانا حالی، اور جگر مرادآبادی کیسے سُنّی ہوئے؟

مرزا منے خانصاحب تو ایک خوش بخت غیر معروف شخصیت ہیں مگر زہے نصیب خدا جس کو بھی فکر آخرت اور ایمان بالقرآن کی دولت سے نوازدے۔

شیعوں کی بمقابلہ ختم نبوت مصنوعی و افسانوی امامت نے قرآن مجید کا جو حشر لگایا ہے، مرزا صاحب پر اس کا عیاں ہو جانا ہی مرزا صاحب کی تبدیلی مذہب کا محرک ہے اِنکے علاوہ ایسی شخصیتیں جن کا علمی فکری اور محسنِ امت ہونے کا مقام دنیائے علم و تاریخ میں مسلّم ہے انکو بھی تبدیلی مذہب کے شرفِ اعلیٰ سے اللہ تعالیٰ نے نوازا اور الحمدللہ ایسا بدرجہ کمال نوازا کہ انہوں نے "پیرانِ ابن سبا" اور "قاتلانِ حسین" کے سینوں کو اپنے ایمان بالقرآن حسینی کردار و مزاج اور اپنی ناقابلِ انکار علمی و قومی خدمات و صلاحیتوں کے بل پر چھلنی کر کر رکھدیا جنمیں سید مہدی علی شاہ صاحب مصنّف "آیاتِ بیّنات" جو نواب محسن الملک کے نام نامی سے دنیائے علم و تاریخ کی معروف ترین نتیجہ خیز نہایت علم بخش شخصیتوں میں ایک ہیں سب سے زیادہ شہرت یافتہ ہیں "آیات بیّنات" کی دونوں جلدیں مذہب شیعہ کی بے لاگ سنجیدہ ترین توضیح و تردید میں دلائل کا ناقابلِ شکست پہاڑ ہیں، جنکو طبع ہوئے نصف صدی سے زیادہ گذر چکنے کے باوجود اکابر علمائے شیعہ آج تک مبہوت و حواس باختہ ہیں۔

نواب صاحب مرحوم پر اس خلاف سوز اور قرآن کش مصنوعی و افسانوی مذہب سے چھٹکارا ہی کونسا کم انعام الٰہی تھا کہ اس پر مزید بران اسکی تردید میں دونوں جلدوں نے دنیائے علم و ضمیر کو جگمگا کر اپنے لئے دنیا و آخرت دونوں میں عظمت کے منور و بلند ترین پہاڑ قائم کر دئے، یہ ہے فاروقی و حسینی کردار کا اصل نمونہ "آیاتِ بیّنات" کی علمی عظمت و اعتماد کیلئے اتنا ہی بہت کافی ہے کہ امام اہلسنت نے انکو پسند ہی نہیں بلکہ لشوق فارسی میں منتقل فرما دیا اور انکے جملہ مندرجات کو اپنی مہر تصدیق سے نواز دیا۔ یہ شرف و اعزاز نواب صاحب کی خوش بختی و اخلاص کا بہترین ثمرہ ہے۔

جگر مرادآبادی | جن کو روح الشعراء حضرت اصغر گونڈوی جیسے عارف باللہ کے جاذب و انقلاب انگیز اصلاحی اور تعلق باللہ میں ڈبو دینے والے ماحول نے مذہب شیعہ جس کا ایک ایک جوڑ توحید شکن ہے نجات دلا کر چھوڑا اور جس کی قرآن دشمنی کے علاوہ نیازی مخالف متعہ، تقیہ، و تبرّہ جیسی شرافت کش حرکتیں ہیں۔

منعہ اور تقیہ مدارج کی راہیں   ہم اپنے مسائل کو خود جانتے ہیں

جن پر بلا امتیاز ہر شخص کے جنت میں اندراج عالیہ بلکہ نجات کا انحصار ہے۔ جگر صاحب کا بیان ہے کہ میں اپنے دور شیعت میں خلفائے ثلاثہ کے اسمائے مبارک اپنے جوتوں میں رکھتا تھا مگر اجتناب اپنی اس ملعون و ضامن جہنم حرکت پر دل کی بیقراریوں کے ساتھ بے حساب آنسو بہا چکا ہوں اور بدرگاہ الٰہی سینکڑوں سجدے بجا لا چکا مگر اپنے زمانہ جاہلیت کی غضب الٰہی کو دعوت دینے والی اس حرکت نے میرے دل کے سکون کو اڑا رکھا ہے، کاش اللہ مجھے معاف کر دے اور میرے قلب کو سکون دیدے۔ جگر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسا خوش نصیب بنایا کہ وہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کو باضابطہ نہ سہی مگر بدل اپنا مصلح بنا چکے تھے، "حجۃ اللہ البالغہ" جیسی ایمان افروز و علم بخش کتب کو اپنے زیر مطالعہ رکھنے اور اسی کو اپنا حاصل حیات باور کرتے جاتے تھے اور "امام اہلسنت" سے خصوصی کفش بردار اور بڑے ہی نیازمندی کی حیثیت سے بغلگیر ہوتے تھے۔ امام اہلسنت بھی انکو خصوصی شفقت سے دیکھتے اور ملتے تھے۔ ایکبار لکھنؤ میں مدح صحابہ رض کے مشاعرہ کی صدارت سے بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں نوازا۔

اللہ تعالیٰ کی چشم التفات نے خصوصاً جگر صاحب کو تو اپنی بارش کرم سے ایسا نوازا تھا کہ باوجود مشہور و معروف بلا کے شراب نوش ہونے کے بعد ترک بر سوں بلکہ تا دم مرگ ایسے تائب رہے کہ جو محفل شراب کے امکان سے بھی ملوث ہو اس کو بھی تنفر و حقارت سے دیکھتے، مزید کرم الٰہی کہ اپنے آخری ایام حیات میں عشق الٰہی کا خود دار چھلکتا پیمانہ زیارت حرمین اور حج کی سرمایہ افتخار و عظمت سے بھی فیضیاب اور مالا مال ہو گیا۔

سنئے اور اس شرابی جگر کی مثالی فراست اور ایمانی خودداری پر رشک کیجئے کہ ایک مشاعرہ میں شرکت کا وعدہ کر لیا پہنچے تو کیا دیکھا کہ جو صاحب بھی تشریف لاتے ہیں ان کی غزل بارہ یا پانچ اشعار ہی پر مشتمل ہوتی ہے کم و بیش کا سوال ہی نہیں، منصوبہ کو فوراً تاڑ گئے مگر آخر تک اپنے وعدہ اور محفل کے لوازمات و تقاضوں کو باوجود گھنٹوں کی کبیدگی و دل برداشتگی کے اور وہ بھی حساس ترین اور خوددار ترین جانِ مشاعرہ ملک الشعراء کی پوری خوبصورتی سے نبھایا، مگر جب اپنا نمبر آیا تو کیا

بھرپور انتقام لیا کہ ایک ایک منصوبہ بند نے اپنا سر ہی پکڑ لیا کہ صرف چار شعر سنا کر اسٹیج سے باوجود ہزار چیخ و پکار کے یہ کہتے ہوتے اور جھٹکتے ہوئے اترے کہ پانچ اور بارہ کا جواب چار ہے اور پھر مجمع کے ہزار واری و صدقے جانے کے ایک مصرعہ بھی کسی قیمت وہاں سنانا گوارا نہ کیا۔ الحمد للہ

مولانا الطاف حسین حالی | جن کا خاندان آج تک کٹر شیعہ ہے ہیں جب تک ان کی تبدیلی مذہب سے لاعلم تھا متحیر تھا کہ شیعہ ہوتے ہوئے کوٹ کوٹ کر درد قومی سے ملبّب مسدّس حالی کس سینہ کی آہ و آواز ہو سکتی ہے جس کو پڑھ کر امت کی زبوں حالی پر پتھر دل بھی پانی پانی ہو جائیں اور آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکیں۔ امتِ محمدی کے لئے ایسی دل شکستگی و فریفتگی شیعہ ہوتے ہوئے ممکن کیسے؟ چنانچہ امتِ اسلامیہ کے مقابلہ میں شیعہ نفسیات و جذبات کا قارئین خود کتبِ شیعہ کی روشنی میں مطالعہ فرمالیں تو زیادہ مفید ہوگا "خذ[۱] بما فیہ خلاف العامۃ" (اے شیعو اپنے کو اہل سنت کے مخالف راہ پر گامزن رکھو) پھر مزید تفصیل کرتے ہوئے ارشاد ہے کہ: "خذ[۲] بما خالف العامۃ ودع ماوافقھم" (اہلسنت یعنی ملتِ اسلامیہ کی مخالف و متضاد راہ پر کاربند رہو اور ملت کی موافق راہ کو چھوڑو) سائل نے ان مبارک ترین ارشادات کے بعد سراپا حیرت ہو کر سوال کیا اے ہمارے امام و آقا ہماری بڑی پریشانی تو آپ ہی کے متضاد اقوال ہیں مثلاً ایک طرف قرآن اور خلفاء ثلاثہ سے آپ کا والہانہ تعلق و عقیدت اس قدر کہ مخالفین خلفاء ثلاثہ کو قتل[۳] تک کر دینے کا فیصلہ و حکم دوسری طرف ان سے سراپا نفرت کے احکامات و ارشادات۔ ایسی ایسی تضاد بیانیاں آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ آخر ہم آپ کے اقوال کا کیا مطلب سمجھیں اور کون رخ متعین کریں؟ تو بطور کلیہ فرمایا کہ "ماسمعت[۴] منی یشبہ قول الناس فیہ التقیۃ وماسمعت منی لا یشبہ قول الناس فلا تقیۃ فیہ" (تم جو کچھ ہم سے اہل سنت کے موافق بات سنو اس کو تقیہ پر محمول کرنا یعنی محض ملمع اور جو بات ہمارے اندر ملت کے مخالف پاؤ اس کو تقیہ سے محفوظ یعنی ہمارا اصل دین اور فیصلہ قلب تصور کرنا) یعنی اے شیعو اگر تم حکمتِ عملی اور بیک وقت ظاہر و باطن کے تضاد کو برقرار رکھتے ہوئے دونوں سیاہ

---

۱ روی سماعۃ عن الصادق۔ و[۲] روی عمر بن الحنظلۃ۔ یعنی سماعہ امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ اہلسنت کے مخالف راہ اختیار کرو اور عمر بن حنظلہ نے روایت کیا کہ اہلسنت کے خلاف راہ اختیار کرو اور موافق کو چھوڑ دو

۳ نہج البلاغہ۔ ۴ بغیۃ الطلاب۔ (منقول از حرز الایمان۔ مولانا حبیب احمد کیرانوی)

وسید راہوں کو تصمیم قلب اپنا نا چاہو تو پورے شرح صدر کے ساتھ اپنا سکتے ہو آخر تمہیں دشواری کیا ہے اور خوب سن لو یہ دو راہی زندگی ہی عند اللہ افضل و مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ کتب شیعہ کی روشنی میں تقیہ کے ہوتے ہوتے حسین کا قتل بھی شیعت میں فرق نہیں لاتا۔ امت کشی کی ترغیب و تحریص کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمامتر غیر شیعہ کتب شیعہ کی روشنی میں صحت نسب سے محروم ہیں یعنی غیر حلالی ہیں چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں" عن ابی جعفر واللہ یا ابا حمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا[1] ماخلا شیعتنا" خدا کی قسم شیعوں کے علاوہ کوئی بھی حلالی نہیں ہے،

ارشادات بالا کی روشنی میں خلافِ عادت اہلسنت ہی معتوب نہیں بلکہ اقوام عالم اور مذاہب عالم کا ایک ایک فرد خواہ وہ مذہب شیعہ کے علاوہ کسی بھی مذہب، زبان، رنگ نسل اور علاقہ سے متعلق ہو قطعاً صحتِ نسب سے محروم یعنی غیر حلالی ہے۔

بانی ادارہ کا حاصل مطالعہ

ناظرین یقین فرمائیں کہ خلفاء ثلاثہ سے دشمنی دراصل انتقام ہے ۱ قرآن کے تحفظ و نفاذ کا ۲ تحفظ ختم نبوت کا ۳ تحفظ شرافت کا۔ ان تینوں تحفظات کے شدید انتقام ورد عمل کے علاوہ پورا مذہبِ شیعہ کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف اور صرف افسانہ ہی افسانہ ہے اور وہ بھی آج تک کے جملہ مذاہب عالم کی بالکل ضد، دعوتِ کذب و حیا سوزی میں اپنی مثال آپ۔

معذرت

میں خود اس عبادت عظمیٰ (متعہ) کو صرف نقل کر دینے ہی پر پانی پانی ہو رہا ہوں مگر کیا کروں اس افسانوی مذہب کے ایسے روح فرسا پہلو کو سامنے لائے بغیر معاشرہ کو شائستہ اور شریفانہ اقدار پر کیسے برقرار رکھا جائیگا، اتنا عرض کر دوں کہ مذہب شیعہ کے اخلاقی پہلو کو پیش نظر رکھنا بلا امتیاز مذہب و ملت ہر شخص کی مساوی ذمہ داری ہے نہ کہ صرف اہلسنت کی۔ علی مطہر نقوی امروہوی (ترجمان اجداد)

[1] قال الامام جعفر فی تفسیر قولہ" بغایا" ھی المعروفات بالزناء۔ کافی کلینی، کتاب الروضۃ ص ۱۳۵ (بحذر براہ، زینبی)

"مدرسۃ الواعظین" لکھنؤ کے بعض ضروری حالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اگرچہ اس پر آشوب زمانہ میں بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ کلمہ گویانِ اسلام باہم کسی مشترک مرکز پر متفق ہو کر رہیں اور اپنے اندرونی اختلافات کو نزاعات کی صورت میں دنیا کے سامنے نہ لائیں مگر افسوس ہے کہ شیعہ صاحبان اس کا احساس نہیں کرتے، اور ان کے ہاں کچھ ایسے نئے نئے انتظامات ہوتے رہتے ہیں جو اسلام کے سوادِ اعظم یعنی اہلسنت و جماعت کی طرف سے ایک خاص قسم کے منافی جذبات کو ان کے دلوں میں راسخ اور مشتعل کرتے رہیں۔

مذکورہ بالا جذبات کا اس وقت سب سے بڑا مرکز لکھنؤ کا "مدرسۃ الواعظین" ہے اور چونکہ اس مدرسہ کی طرف سے ہر ممکن طریقہ پر اس امر کے باور کرانے کی کوشش ہوا کرتی ہے کہ یہ مدرسہ مشترک اسلامی مفاد کیلئے ہے اور اس کو سُنّی شیعہ کے اختلافات سے کوئی تعلق نہیں، اس کے نام سے بھی اسی کا اظہار ہوتا ہے، اور اس کے آرگن "الواعظ" میں تو بڑی صراحت کیساتھ یہ اعلان ہوتا ہے۔ ان اعلانات سے اہل سُنّت کو بہت دھوکہ ہو رہا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ اہل سنت اپنی محافل وعظ میں "مدرسۃ الواعظین" کے مبلغین کو بلا کر تقریریں کراتے ہیں اور ناواقف سُنّیوں کو شیعہ بنانے کا کامیاب موقع اپنے ہاتھ سے دیکر بعد میں کفِ افسوس ملتے ہیں۔

لہٰذا دلسوزی کے طور پر اور مسلمانوں کی آگاہی کیلئے اصل حقیقت کا اظہار واقعی ضروری ہوا۔

اس مدرسہ کو چند شیعہ مجتہدین نے قائم کیا اور شیعہ اُمرا نے جنکی لکھنؤ اور اطرافِ لکھنؤ میں کثرت ہے، بڑی اولوالعزمی سے اسکی امداد کی، اس کو ترقی دی، "الواعظ" کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شیعہ والیانِ ریاست اور تعلقداران اودھ و دیگر اُمرائے ہند و بیرونِ ہند سے کتنی بڑی بڑی رقمیں مستقل اور غیر مستقل طور پر اس مدرسہ کو ملتی ہیں۔

"مدرسۃ الواعظین" صرف مذہب شیعہ کی تبلیغ کیلئے اور ناواقف سُنّیوں کو شیعہ بنانے کیلئے ہے اور اس کام کو وہ بہت اعلیٰ پیمانہ پر کر رہا ہے۔ "مدرسۃ الواعظین" اس نمونہ کے شیعہ پیدا کر رہا ہے، جیسے ابھی ماقریب میں مولوی مقبول احمد صاحب دہلوی تھے جنکو برٹش گورنمنٹ کی عدالتوں نے اہل سنت کی دلآزاری کی سزائیں بھی دیں یا جیسے کہ مرزا سلطان احمد صاحب ہمارے شہر دہلی میں موجود ہیں جو اپنے آپ کو مصطفوی چشتی لکھا کرتے ہیں اور شہزادگانِ دہلی میں شمار فرماتے ہیں۔ یہ صاحب دولتِ علیہ آصفیہ نصرہ اللہ تعالیٰ بالطاف الخفیہ کے وظیفہ خوار تھے مگر انہوں نے تحریفِ قرآن اور توہینِ امہات المومنین کے متعلق ناقابل برداشت کتابیں

ل۵ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کی دینی حیثیت ملک و ہند کے شیعوں میں ایسی ہی مسلّم ہے جیسی دیوبندی مکتبہ فکر کے اہلسنت میں دارالعلوم دیوبند کی، اس سے منسلک علماء کا قلم و زبان پوری شیعہ قوم کے مافی الضمیر و عقائد کی ترجمانی ہے اور تمام شیعوں پر حجت، خواہ وہ ہندوستان کے باشندے ہوں یا پاکستان کے۔ یہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible] (دفتر ادارہ)

نکھکر اپنا وظیفہ بھی کھویا اور اس سلطنتِ بابرکت سے اخراج کی سزا پائی۔

"مدرسۃ الواعظین" کی وجہ سے شیعوں کے تعصبات بہت زیادہ ترقی پر ہیں اور سنی شیعہ کے اختلافات روز افزوں نظر آتے ہیں، اس حقیقت کا انکشاف امورِ ذیل سے ہو سکتا ہے۔

امرِ اوّل۔ مدرسۃ الواعظین کا نصابِ تعلیم ملاحظہ ہو جو خود "الواعظ" مؤرخہ جنوری ۱۹۲۵ء میں شائع ہو چکا ہے، اس نصاب میں تین کتابیں خصوصیت کے ساتھ قابلِ دید ہیں۔ اوّل کتاب "**احقاق الحق**" قاضی نور اللہ شوستری[1] کی جو ردِّ اہلسنّت اور مطاعنِ صحابہ کرامؓ میں سب سے اعلیٰ کتاب بیان کی جاتی ہے جس کے ابتدا ہی میں سنیوں کے قتلِ عام کا مظاہرہ خوب دکھایا ہے، دوم کتاب "**استقصاء الافحام**" شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین صاحب پدر شمس العلما مولوی ناصر حسین صاحب مجتہد العصر کی جس کا سب سے پہلا مبحث تحریفِ قرآن ہے علاوہ تحریف کے صرفی نحوی اغلاط بھی قرآن مجید میں دکھائی گئی ہیں۔ اہلسنّت کی تمام کتبِ احادیث کا رد بھی بڑے اہتمام کے ساتھ کیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے معائب تو ایسے جگر خراش طریقے پر بیان کیے گئے ہیں کہ نقل بھی نہیں کیے جا سکتے۔ سوم کتاب "**احتجاج**" طبرسی جس میں صرف مذہبِ اہلسنّت اور صحابہ کرامؓ کی برائیاں بلکہ قرآن شریف سے نفرت و عداوت کی تعلیم بہت اعلیٰ پیمانہ پر دی گئی ہے، اس کتاب میں قرآن مجید کے متعلق حسبِ ذیل عقائد کی تعلیم ہے۔

اس قرآن سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہیں، اس قرآن میں منافقوں نے وہ باتیں بڑھا دی ہیں جن سے مخلوقِ خدا گمراہ ہوتی ہے، عبارات اس کی خلافِ فصاحت و بلاغت ہیں، اس میں نبی کی توہین ہے وغیرہ وغیرہ۔ مثلاً کتاب مذکور[2] مطبوعہ ایران کے صفحات ۱۱۹ لغایہ ص ۱۳۱ ملاحظہ ہوں جن میں ایک طولانی حدیث حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زبان مبارک سے نقل کی گئی ہے چند فقرات اس روایت کے حسب ذیل ہیں۔

(۱) انہم اثبتوا فی الکتاب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ۔ (۲) وتضمینہ من تلقائہم مایقیمون لہ دعائم کفرہم۔ (۳) وزادوا فیہ ما ظہر تناکرہ وتنافرہ (۴) والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فریۃ الملحدین فہو مما قدمتُ ذکرہ من اسقاط المنافقین

(۱) صحابہ نے قرآن میں وہ باتیں درج کر دیں جو اللہ نے نہیں فرمائیں تاکہ مخلوق کو دھوکہ میں ڈالیں، (۲) قرآن میں اپنی طرف سے وہ باتیں شامل کیں جن سے اپنے کفر کے ستون قائم کریں، (۳) قرآن میں وہ عبارتیں بڑھا دیں جن کا خلافِ فصاحت و بلاغت ہونا ظاہر ہے (۴) قرآن میں جو توہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہو رہی ہے یہ ملحدوں کی افترا کی ہوئی ہے، یہ بھی اسی قبیل سے ہے جس کا ذکر میں کر چکا کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا۔

[1] صاحب موصوف تقیہ کر کے جہانگیر بادشاہ دہلی کے ہاں قاضی القضاۃ ہو گئے تھے اسی زمانہ میں مخفی طور پر یہ کتاب تصنیف کی، سرزمینِ ہند میں شیعہ سنی کے مباحثہ کی یہ پہلی کتاب ہے۔ [2] یہ کتاب شیعہ مذہب میں بڑی معتبر ہے۔ دیباچہ میں مصنف نے لکھ دیا ہے کہ سوائے امام حسن عسکری کے اور جتنی روایتیں اس کتاب میں ہیں سب نہایت معتبر اور مسلّم الکل ہیں۔

من القرآن وبين القول فی اليتامیٰ وبين نكاح النساء اكثر من ثلث القرآن وهذا وما اشبهه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لاهل النظر والتأمل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفين للاسلام مساغاً للقدح فی القرآن ولو شرحت لك كل ما اُسقط اوحُرّف وبُدّل لطال وظهر ما تحظر التقية اظهاره ولو علم المنافقون(۵) لعنهم الله ما فی ترك هذه الايات التی بيّنت لك تاويلها لاسقطوها مع ما اسقطوا منه

فی الیتامیٰ اور فانکحوا کے درمیان سے ایک ثلث سے زیادہ قرآن نکال دیا گیا (اسلئے آیت میں بے ربط ہوگئی)[1] یہ اور اس قسم کی اور چیزیں بھی ہیں جن سے غور وفکر کرنیوالوں کو قرآن میں منافقین کے احداثات کا احساس ہوجاتا ہے اور جو لوگ لا مذہب ہیں اور مخالف اسلام ہیں ان کو قرآن پر اعتراض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اگر میں تجھ سے تمام وہ آیتیں بیان کردوں جو نکال ڈالی گئیں اور تحریف وتبدیل کی گئیں تو طول ہوگا اور تقیہ جس چیز سے منع کرتا ہے اس کا اظہار ہوگا اگر منافقوں(۵) کو (اللہ انکو لعنت کرے) یہ معلوم ہوجاتا کہ ان آیتوں کے باقی رکھنے میں کیا خرابی ہوگی جن کا مطلب میں نے تجھ سے بیان کیا تو یقیناً وہ ان آیتوں کو بھی اُن آیتوں کے ساتھ جن کو انہوں نے نکال ڈالا نکال دیتے۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتابیں جس مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہوں اُس مدرسہ کا مقصد کیا ہے اور اُسکے متعلمین قرآن واسلام کے کس قدر دوست ہونگے ——— **امر دوم** مدرسۃ الواعظین کے مدرسین خصوصاً اس کے سرپرست اعلیٰ شمس العلما مولوی نجم الحسن صاحب مجتہد العصر کی تصانیف خصوصاً انکی کتاب نبوت وخلافت ملاحظہ ہو جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا ہے نیز اس مدرسہ کے مدرس اعلیٰ شمس العلما مولوی سبط حسن صاحب کی تصانیف خصوصاً انکی کتاب "ہدم الاساس" جو حضرت عمر فاروق رض کی شان میں لکھی گئی ہے ملاحظہ ہو، نیز صاحب موصوف کا رسالہ سہیل بھی ملاحظہ ہو جسکے برائے نام ایڈیٹر انکے چھوٹے بھائی ہیں سہیل کے ٹائیٹل پر مدتوں ایک شعر لکھا گیا ہے جس میں اہلسنت کو اولاد الزنا کہا گیا ہے اس شعر کا آخری مصرع یہ ہے "طلعت بموت اولادِ الزّناء" سہیل میں مرزا سلطان احمد صاحب متوسل سلطنتِ اسلامیہ آصفیہ کے مضامین عالیہ بھی چھپتے رہتے ہیں، مثال کے طور پر سہیل نمبر ۳ جلد ۵ مورخہ رمضان ۱۳۴۹ھ ملاحظہ ہو ——— **امر سوم** مدرسۃ الواعظین کا آرگن الواعظ جو پہلے ماہوار رسالہ تھا اور اب اسی مہینہ سے ترقی کرکے ہفتہ وار ہوگیا ہے ملاحظہ ہو مثال کے طور پر الواعظ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء ملاحظہ کیا جائے کہ کس دلکش طریقہ سے

---

[1] ایک زندیق نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا الآیہ میں شرط وجزا کا باہم ربط نہیں اسی کے جواب میں حضرت علی کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

[2] یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے علی گڑھ کالج میں بعہد نواب وقار الملک مرحوم شیعہ سنی کا سوال اٹھایا اور بڑا فتنہ برپا ہوا اور شیعہ کالج علیحدہ لکھنؤ میں قائم ہوا انہیں بزرگ نے دسمبر ۱۹۲۰ء میں بمقام امروہہ عالم اہل سنت حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب لکھنوی دامت برکاتہم سے مسئلہ ایمان بالقرآن پر مباحثہ کیا اور یہی اشغال ان کے اب بھی ہیں۔

شیعوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہاری امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ دن رات اٹھتے بیٹھتے لعنت کا وظیفہ پڑھا کرو" اسی سال الواعظ بابت ماہ ... میں مدرسۃ الواعظین کے ایک متعلم کا مضمون تحریف قرآن کے متعلق شائع ہوا ہے جسکی تعریف میں خود ایڈیٹر صاحب بایں الفاظ رطب اللسان ہیں:۔ "مدت سے محفوظ رکھے تحریف قرآن کا مسئلہ مدتوں سے چل رہا ہے لیکن آج تک اس مسئلہ کے متعلق ایسی محققانہ اور جامع اور اچھوتی خامہ فرسائی نظر سے نہیں گذری" ——— **امر چہارم** "مدرسۃ الواعظین" کے مبلغین کے کارنامے دیکھے جائیں جو اسوقت صرف ہندوستان کے ہر صوبہ میں بلکہ جنوبی افریقہ کے دور دراز مقامات میں دورہ کر رہے ہیں۔ انکے کارنامے اکثر تو خود "الواعظ" میں چھپتے رہتے ہیں۔ اور بعض دوسرے ذرائع سے بھی معلوم ہوتے رہتے ہیں یہ مبلغین جہاں موقع پاتے ہیں سنی علماء سے مناظرہ بھی کرتے ہیں اور سنیوں کو شیعہ بھی بناتے ہیں مثال کے طور پر "الواعظ" مورخہ جنوری ۱۹۲۵ء ملاحظہ ہو ——— **امر پنجم** مدرسۃ الواعظین کے طلبہ اور مدرسین کیطرف سے وقتاً فوقتاً اہلسنت و علمائے اہلسنت کیخلاف اشتہارات بھی لکھنؤ میں شائع ہوتے رہتے ہیں جو ہمارے شہر دہلی تک پہنچتے ہیں۔ نیز اخبار "درنجف" سیالکوٹ و اخبار "شیعہ" لاہور میں اسی مدرسہ کے قابل فخر مدرس مولوی اعجاز حسن صاحب بدایونی کے مضامین بھی شائع ہوا کرتے ہیں جو دلآزاری اور سب و شتم میں اپنی آپ ہی مثال ہے ——— ابھی حال میں ۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو طلاب "مدرسۃ الواعظین" کیطرف سے بلا وجہ و بلا سبب ایک سخت اشتعال انگیز اشتہار لکھنؤ میں شائع ہوا اور یہاں بھی پہنچا۔ بدرجہ مجبوری اہلسنت کیطرف سے اس کا جواب دیا گیا، پھر کیا تھا، اشتہار بازی کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا اور شیعوں نے کھلی کھلی تبرا بازی اشتہارات میں شروع کی بالآخر حکومت نے انسدادی کارروائی کی۔

اگر **مدرسۃ الواعظین** اپنے اصلی مقصد و واقعی پالیسی کا اعلان کر دے اور مسلمانوں کو یہ کہکر دھوکہ نہ دے کہ یہ مدرسہ مشترک اسلامی مفاد کیلئے ہے یا زبانی اظہار کیمطابق اہلسنت کیخلاف اور قرآن شریف کیخلاف معاندانہ کارروائیوں سے آئندہ پرہیز کرے جس کا اطمینان صرف دو باتوں سے ہو سکتا ہے اول یہ کہ نصاب تعلیم سے کتب مذکورہ خارج کر دیجائیں دوم مجلس انتظامیہ میں ایک شخص اہلسنت کا بھی ہو اور مدرسین میں بھی ایک جگہ اہلسنت کیلئے مخصوص رہے اور سنی طلبہ کو بھی وہاں پڑھنے کی اجازت ہو تو خواہ مخواہ اہلسنت کو مدرسۃ الواعظین سے کوئی خصومت نہیں واللہ علی ما نقول وکیل۔ ——— کتبہٗ

بندہ محمد الیاس عفی عنہ،
خادم مدرسہ کاشف العلوم حضرت سلطان جی دہلی
(یعنی حضرت مولانا محمد الیاسؒ بانی تبلیغی جماعت)

کتاب "احتجاج طبرسی" کی جو عبارتیں اس مضمون میں نقل کی گئی ہیں یہ میں نے اصل کتاب میں دیکھی ہیں، نیز کتاب "احقاق الحق" و کتاب "استقصاء الافحام" کو بھی میں نے دیکھا ہے، یہ رائے درست ہے کہ کسی ایسے مدرسہ میں جو کسی خاص فرقہ کے مفاد کیلئے مخصوص نہ ہو، ایسی کتابیں داخل نصاب نہیں ہو سکتی ہیں۔ نیز قرآن مجید میں تحریف یا کمی زیادتی واقع ہونے کے مدعی اسلام دوستی کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

ISLAMIC RESEARCH INSTITUTE
Dr. Muhammad Hamid-Ullah Library
ISLAMABAD

علامہ محمد یوسف بنوری کے ماھنامہ بیّنات کا

تبصرہ

بے نظیر محققانہ مضامین

از امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی، صفحات ۸۰۔ قیمت ۳ روپے

پتہ: ادارہ تحفظ ناموس اہلبیت پاکستان، اے ۲۱۹ سی بلاک شمالی ناظم آباد کراچی

حضرت العلام مولانا عبدالشکور لکھنوی (قدس سرہ) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، حق تعالیٰ شانہ نے انکی زبان و قلم سے حفاظت سنت اور رد رفض و بدعت کی عظیم خدمت لی جسکی بنا پر انہیں امام اہلسنت کا خطاب عطا کیا گیا، جبتک "النجم لکھنو" حضرت کی ادارت میں جاری رہا ہندوستان اور ایران کے تمام روافض مل کر بھی اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے۔

زیر نظر رسالہ "النجم" کے چار مضامین کا مجموعہ ہے جو اختصار کے باوجود اپنے موضوع پر کافی و شافی ہے اس کے مندرجات کی اجمالی فہرست کا ذکر یہاں مناسب ہوگا۔

(۱) اہلسنت کے عقائد قرآن کریم اور احادیث متواترہ پر مبنی ہیں، جبکہ روافض کے چار علماء کے علاوہ باقی سب کے نزدیک موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے شیعوں کا عقیدہ بھی یہی ہے، اور ان کی دو ہزار روایات متواترہ بھی اسی پر متفق ہیں (۲) اہلسنت کے نزدیک وہ مقدس گروہ، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض تربیت سے مستفیض ہوا تھا، عادل، پاکباز اور قرآن کی اصطلاح کے مطابق رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا مصداق تھا، جبکہ روافض کے نزدیک سوائے چار اشخاص کے وہ سب کے سب جھوٹے تھے اور یہ چار اشخاص بھی از روئے تقیہ انہی جھوٹوں کے ہمنوا رہا کرتے تھے۔

(۳) چونکہ رافضی مذہب کی بنیاد عداوت قرآن اور عداوت راویان قرآن پر ہے اسلئے کوئی

شبہ نہیں کہ یہ کسی دشمن اسلام کی ذہنی اختراع ہے۔ دبی زبان سے اس کا اقرار روافض نے بھی کیا ہے۔
(۴) روافض کو اقرار ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ساری عمر حتیٰ کہ اپنے دور خلافت میں بھی مذہب اہلسنت پر عمل کرنا پڑا۔ اور یہی حال دیگر ائمہ اہل بیت کا رہا۔ (۵) جن راویوں سے روافض کا مذہب منقول ہے ائمہ اہلبیت برملا انکی تکذیب کیا کرتے تھے اور انہیں مفتری قرار دیتے تھے۔
(۶) یہ راوی ایک ایک مسئلہ میں کئی کئی متضاد اقوال ائمہ کی جانب منسوب کیا کرتے تھے اسلئے آج کوئی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ روافض کے نزدیک صحیح مسئلہ کیا ہے اور کونسا تقیہ پر مبنی ہے؟
(۷) رافضی مذہب میں جھوٹ بولنا اور دینی مسائل میں غلط بیانی کرنا کوئی عیب نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کا کار ثواب ہے، دین کے ۹/۱۰ حصے اسی کذب بیانی میں منحصر ہیں جو شخص جھوٹ نہ بولے وہ ائمہ کی تشریح کے مطابق رافضی دین سے خارج ہے (۸) امام حسین رضی اللہ عنہ وارضاہ کو کوفہ بلانے والے روافض تھے، اور انہی لوگوں کی تیغ خوں آشام سے امام مظلوم شہید ہوئے۔
(۹) قتل اہل بیت سے تشیع میں فرق نہیں آتا، بلکہ اہل بیت کا قاتل بھی پکا رافضی رہ سکتا ہے۔
(۱۰) اہلسنت والجماعۃ کا نام قرآن وحدیث اور ائمہ اہل بیت سے منقول ہے، اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ دین کا تھا۔ جبکہ روافض کا مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں نہیں تھا۔
(۱۱) یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی مدح وتوصیف فرماتے تھے اور انہیں اس امت میں سب سے افضل سمجھتے تھے۔
اس نوعیت کے اور بہت سے دلچسپ مباحث ہیں اور لطف یہ کہ ہر بات باحوالہ اور نہایت متانت سے پیش کی گئی ہے۔ جناب ناشر شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ان قیمتی مضامین کی اشاعت کا اہتمام کیا۔